قبر کی پہلی رات

تصنیف:

شیخ الحدیث حضرت علامہ صاحبزادہ عبدالحمید چشتی صاحب



مکتبہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم
ہائی وے روڈ جہانیاں منڈی (خانیوال) 0699-211793

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قبر کی پہلی رات

خطیب اہل سنت، حضرت علامہ

صاحبزادہ عبدالحمید چشتی صاحب

مہتمم مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال

مکتبہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم ہائی وے روڈ

جہانیاں منڈی (خانیوال)

فون:۔ 0699-211793

صفدر صابر پرنٹنگ اینڈ کمپوزنگ پوائنٹ پل اسطبل خانیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب ———— قبر کی پہلی رات

تصنیف ———— مناظر اسلام حضرت علامہ

صاحبزادہ عبدالحمید چشتی صاحب

مہتمم مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال

باہتمام ———— مولانا الحاج الحافظ محمد حبیب الرحمٰن صاحب رضوی

جہانیاں منڈی

پروف ریڈنگ ———— محمد محب النبی رضوی، محمد اعجاز النبی رضوی

کمپوزنگ ———— محمد صفدر علی صابر، شمس الحق قمر

صفحات ———— 80

اشاعت ———— جمادی الاول ۱۴۲۵ھ

قیمت ———— 30/. روپے

ناشر ———— محمد حسنین رضا رضوی

مکتبہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم ہائی وے روڈ

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعا :۔ یااللہ! ہم تیرے بن جائیں، تو ہمارا ہو جا۔

کرم کی التجا ! طیبہ والے تیری ذات ہو، درود وسلام کی سوغات ہو، مدینہ میں جنازہ کی بارات ہو۔ (یوں) چشتی کی قبر کی پہلی رات ہو۔

نگاہِ کیمیا اثر !

فخر الصلحاء، سند الاتقیاء، شیخ التفسیر والحدیث، عاشقِ رسول، پیر طریقت، حضرت علامہ مولانا **محمد اشفاق احمد رضوی** صاحب دامت برکاتهم العالیہ مفتی اعظم خانیوال کی نگاہِ کیمیا اثر اور ان کے فیض مبارک کی ادنی سے ادنی ترین مثال :

چشتی

آیئے!

اور اس بحرِ علومِ شریعت وطریقت سے سیراب ہو کر مزکی نفس و معلم اخلاق بن جایئے۔

کیمیا پیدا کن از مشتے گِلے

بوسہ زن بر آستانِ کاملے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز سخن

قارئین کرام! مقصد حصولِ پاکستان سے کنارہ کشی اور نظامِ مصطفیٰ سے دوری کی سزا، ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر کے ذریعے پھیلائی جانے والی غیرت کش بے حیائی کا اثر بد، گھروں میں قرآن کریم اور دینی کتب کی بجائے پڑھے جانے والے عریاں تصاویر سے مزین فحش لٹریچر کا لازمی نتیجہ ہے کہ امن وسکون چھن چکا ہے، برکتِ رزق اٹھ چکی۔ جذبہء ایثار وقربانی مٹ چکا، محبت والفت دفن ہو چکی، عفت وعصمت کا جنازہ نکل چکا، قتل وغارت گری کا دروازہ خوب کھل چکا، جبکہ نئی نسل خصائلِ رذیلہ کی عادی، فکرِ آخرت سے بے بہرہ، جنسی بے راہ روی کا شکار اور منشیات کے کوہِ گراں تلے دب چکی ہے۔ ایسے حالات میں ہر دینی سمجھ بوجھ رکھنے والے کا فرض ہے کہ "**بلغوا عنی ولو اٰیة**" کے پیشِ نظر اصلاح کی تمام ممکنہ صور کو بروئے کار لائے۔

اسی جذبہ کے تحت اس بے مایہ نے چند عام فہم، عبرت آموز اور نصیحت آمیز واقعات جمع کئے ہیں۔

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

یہ نام "قبر کی پہلی رات" صرف جدت کے لئے ہے، ورنہ اس کتاب میں دنیا، زندگی، موت، قبر، حیات بعد الموت، جنت واعمال جنت، دوزخ واعمال دوزخ سب کا بیان ہے۔ نہ علمیت کا دعوٰی، نہ کوئی خاص علمی رنگ، انداز سادہ مگر دلنشین، جس سے عوام، علماء، طلباء سب یکساں مستفید ومحظوظ ہوں گے۔ اس کتاب کو ایک بار ضرور پڑھیے اور دوست احباب کو پڑھائیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک ایک لفظ دل میں اترتا جائے گا، جس سے فکرِ آخرت پیدا ہو کر قلوب کی تطہیر ہوگی تو نہ صرف آپ اپنی بلکہ اولاد کی بھی صحیح تربیت واصلاح کر سکیں گے۔ غرضیکہ یہ کتاب ہر موڑ پر انشاء اللہ العزیز راہنمائے کامل ثابت ہوگی۔ خداوند قدوس وسیلہ عظمیٰ ﷺ کے تصدق اس کو قبولیت عامہ سے نوازے اور فقیر کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین

سقم کی نشاندہی کا متمنی محتاجِ دعا

14 اگست 1991ء

(صاحبزادہ) عبدالحمید چشتی خانیوال

مومن و متقی کی قبر کی پہلی رات

☆...... دنیا کی قید سے آزاد ہونے کی رات۔

☆...... دنیاوی لذات سے کنارہ کش رہنے والے کیلئے، جنت کی لذتیں حاصل کرنے کی رات۔

☆...... فانی دکھوں پر صابر کے لئے، ابدی سکھ اور چین کی رات۔

☆...... غمِ دنیا سے تھکے ماندے کے لئے، جنتی بستر پر راحت پذیر ہونے کی رات۔

☆...... دنیا کے امتحانوں میں کامران کے لئے، بشارت کی رات۔

☆...... جس کے نام پر فدا تھا، اس تاجوروں کے تاجور کی دستگیری کی رات۔

☆...... سنتوں پر عامل کے لئے، شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ سے بہرہ ور ہونے کی رات۔

☆...... نبیِ رحمت، نورِ مجسم ﷺ کے جلوہ زیبا کے دیدار کی رات۔

☆...... محبوب حقیقی کے مبارک وصال کی مبارک رات۔

☆...... جنت کے نورانی زینے پر پہلا قدم رکھنے کی رات۔

☆...... حورانِ جنت کے آغوشِ رحمت میں آنے کی رات۔

☆...... غلمان جنت کے ہاتھوں جامِ کوثر و تسنیم پینے کی رات۔

☆...... دنیا کی موت در حقیقت اعلیٰ علیّین میں جینے کی رات۔

☆...... باغیچہ فردوس میں مثلِ دلہن سونے کی رات۔

کافرو فاسق کی قبر کی پہلی رات

☆......دنیا کی جنت سے نکل کر، قبر میں قید ہونے کی رات۔

☆......دنیوی لذتیں چھن کر، جہنم کے گڑھے میں گرنے کی رات۔

☆......اپنی بداعمالیوں کی سخت ترین سزا پانے کی رات۔

☆......پیپ، خون وماءِ حمیم پینے اور تھوہر کھانے کی رات۔

☆......ظالموں اور قارونوں کے لئے، قہرِ الٰہی کا نشانہ بننے کی رات۔

☆......بے نمازیوں کے لئے، جہنم کی وادی غیی میں جلنے کی رات۔

☆......زانیوں، شرابیوں کے لئے، عذاب میں گرفتار ہونے کی رات۔

☆......وی سی آر سے بے حیائی پھیلانے والوں کے لئے، ذلت ورسوائی کی رات۔

☆......ڈاکوؤں، چوروں وبدمعاشوں کے لئے، آگ کے کوڑے کھانے کی رات۔

☆......کم تولنے اور ملاوٹ کرنے والوں کے لئے، سانپوں اور بچھوؤں کے کاٹ کھانے کی رات۔

☆......یتیموں کا مال کھانے والوں کے لئے، پیٹ میں آگ کے انگارے بھڑکنے کی رات

☆......دغاباز اور جھوٹوں کے لئے، لعنت کا طوق پہننے کی رات۔

☆......شاتمینِ رسالت اور گستاخانِ صحابہ واہلِ بیت کی شکلیں بگڑنے کی رات۔

☆......تارکینِ سنت کے لئے، شفاعتِ رسول ﷺ سے محرومی کی رات۔

☆......راشیوں اور سودی حرام خوروں کے لئے، نارِ سقر میں جلنے کی رات۔

☆......شریعت کی حدیں توڑنے والوں کے لئے، غضبِ الٰہی کی پکڑ کی رات

باب

دنیا

☆......دنیا ایک گلزار، جس کا ہر پھول خار دار، اس پھول کو بھی نہ ثبات، نہ قرار۔

☆......دنیا میں اگر کوئی اور گناہ نہ بھی ہو، تو اس کی محبت ہی ہزاروں گناہوں جیسا ایک گناہ ہے۔

☆......دنیا ایک تنکوں سے ڈھکا ہوا کنواں، عقلمندوں کو احتیاط سے قدم رکھنا چاہئے۔

☆......دنیا اور خوشی دو متضاد الفاظ ہیں، جن کا اجتماع صرف ناعاقبت اندیش کے دل میں۔

☆......دنیا کے مال اور اپنے جمال پر غرور نہ کر، یہ دونوں ایک بیماری کے جھٹکے سے جا سکتے ہیں۔

☆......دنیا میں موت کا خوف اور رزق کا غم نہ کر، دونوں اپنے وقت پر ضرور پہنچیں گے۔

☆......دنیا میں کوئے حیات سے درِ مرگ تک چند سانس کی مسافت ہے۔ طرفہ یہ کہ ہر قدم پر ہزارہا آفت۔

☆......دنیا میں آلام سے بچنے اور آرام پانے کا بہترین ذریعہ خاموشی۔

☆......دنیا میں خوشی کی نسبت غم زیادہ۔ گریہ شمع تمام شب ☆ خندہ صبح دمِ سحر۔

☆......دنیا میں راحت اس کو، جس کو موت یاد اور خدا پر اعتقاد۔

☆......دنیا دارِ عمل، آخرت دارِ جزا، جیسا عمل، ویسی جزا۔

☆......**دنیا مزرعة الاٰخرة** (آخرت کی کھیتی) بونا یہاں، پھل وہاں۔

☆......دنیا ایک ایسا گھر، جس کا اول تکلیف، آخر فنا، اس کے حلال کا حساب اور حرام پر عذاب

☆......دنیا ایک مسافر خانہ ہے، بدنصیب جو اس کو وطن بنائے۔

☆......دنیا میں موت ایک بے خبر ساتھی، جو کسی گھڑی قبر کی پہلی رات کا راہی بنادے۔ (ملخص مخزن اخلاق)

مٹی کی اینٹ

بنی اسرائیل میں ایک آدمی مر گیا اور اپنے پیچھے ایک مکان اور دو بیٹے چھوڑ گیا۔ اس کے دونوں بیٹے مکان کی تقسیم کرنے لگے تو آپس میں جھگڑ پڑے اور لڑنے مرنے پر تیار ہوئے، اتنے میں اس مکان کی ایک اینٹ میں سے انہوں نے آواز سنی: ”اے لڑکو! میری خاطر مت لڑو، میری طرف دیکھو، میں کسی وقت بہت بڑا بادشاہ تھی۔ تین سو ستر سال عمر پائی۔ پھر مرنے کے بعد ایک سو ستر سال قبر میں رہی حتیٰ کہ میری قبر ایک میدان بن گئی اور میری قبر کی جگہ سے ایک اینٹ کے لئے مٹی کھودی گئی۔ اس مٹی میں مَیں بھی تھی۔ پھر میں ایک اینٹ بنائی گئی اور چالیس سال تک میں ایک اینٹ کی شکل میں رہی۔ پھر مجھے توڑا گیا اور میں ایک روڑے کی شکل میں ایک سو تین سال تک راہوں میں اور سڑکوں میں پڑی رہی حتیٰ کہ پھر میری مٹی بن گئی اور دوبارہ مجھے پھر اینٹ بنادیا گیا اور اس مکان میں لگایا گیا۔ بچو! نہ جھگڑو شاید تمہارا بھی یہی حال ہو۔“ (رونق المجالس)

سونے کی اینٹ

تین آدمیوں کو اثنائے سفر تین سونے کی اینٹیں ملیں، تینوں نے خوشی خوشی

ایک ایک لے لی۔ پھر ایک ان میں سے ایک قریبی گاؤں میں کھانا لینے کے لئے گیا، اس کی نیت بدلی اور سوچا کہ کھانے میں زہر ملا کے لے چلوں۔ میرے دونوں ساتھی کھائیں گے اور مر جائیں گے تو تینوں اینٹیں میری ہو جائیں گی۔ چنانچہ وہ زہر آلود کھانا لے کر آیا۔ ادھر ان دونوں نے آپس میں یہ مشورہ کر رکھا تھا کہ جب وہ کھانا لے کر آئے تو ہم دونوں اسے قتل کر دیں تا کہ تینوں اینٹیں ہم دونوں کے حصے میں آئیں۔ چنانچہ اس کے کھانا لاتے ہی، یہ دونوں اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے قتل کر دیا اور پھر فارغ ہو کر اس کا لایا ہوا کھانا کھایا تو خود بھی دونوں مر گئے اور اینٹیں وہاں کی وہاں دھری رہ گئیں۔ (نزہۃ المجالس)

عجیب سے عجیب تر

حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں کسی شہر میں تین آدمی تھے۔ ان میں سے ایک کی نظر اتنی تیز تھی کہ چیونٹی کے پاؤں تک دیکھ لیتا تھا لیکن وہ آنکھوں سے اندھا تھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے دیدار سے محروم تھا۔ دوسرا بہت تیز سننے والا تھا لیکن بالکل بہرا تھا۔ تیسرا مادرزاد برہنہ تھا لیکن اس کے کپڑوں کے دامن بہت دراز تھے۔

ایک دن اندھے نے کہا ''ارے دیکھو! عجیب قوم ادھر آ رہی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں، اس میں کتنے آدمی ہیں'' بہرے نے کہا ''ہاں! میں بھی ان کی آواز سن رہا ہوں'' ننگے نے کہا ''مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں میرے کپڑوں کے دامن نہ کتر لیں'' اندھے نے کہا ''دیکھو! وہ لوگ ہمارے سر پر آ پہنچے ہیں پیشتر اس کے کہ وہ ہمیں کوئی نقصان پہنچائیں

، یہاں سے بھاگ چلیں" بہرے نے کہا "تم ٹھیک کہتے ہو، میں بھی ان کا شور وغل قریب تر ہوتا سن رہا ہوں" ننگے نے کہا "تو پھر سوچتے کیا ہو؟ چلو یہاں سے فورا بھاگ چلیں، کہیں وہ میرے کپڑوں کے دامن نہ کتر لیں" چنانچہ وہ تینوں اس شہر سے بھاگ نکلے اور ایک گاؤں میں پہنچے۔ اس گاؤں میں ایک موٹا تازہ مرغ ملا لیکن اس میں گوشت نام کو بھی نہ تھا۔ اندھے نے اس کو دیکھا، بہرے نے اس کی آواز سنی اور ننگے نے اس کو پکڑ کر دامن میں لے لیا۔ یہ مرغ مر کر خشک ہو گیا تھا۔ اس کے مردہ جسم پر کوے کی چونچ کے زخم تھے اور اس کی ایک ہڈی جدا ہو گئی تھی۔ یہ تینوں ایک دیگ ڈھونڈ کر لائے، جس کا نہ پیندا تھا، نہ منہ، اس دیگ کو انہوں نے چولہے پر چڑھا دیا اور اس میں فربہ مرغ ڈال دیا۔ پھر انہوں نے اس قدر آگ جلائی کہ مرغ کی ہڈیاں حلوہ بن گئیں البتہ گوشت کو حرارت چھو کر بھی نہ گئی۔ وہ تینوں اس مرغ پر پل پڑے کھا کھا کر ہاتھی کی طرح موٹے ہو گئے۔ اس موٹاپے کے باوجود دروازے کی دراڑ سے وہ باہر نکل جاتے تھے۔

نتیجہ :۔

اس قصہ میں بہرے کی مثال اس شخص کی ہے کہ لوگوں کی موت کی خبر تو سنتا ہے مگر اپنی موت کی خبر نہ سنتا ہے اور نہ اپنی موت کو یاد کرتا ہے۔ اندھے کی مثال اس شخص کی ہے، جو دوسروں کے دراز دراز عیوب کو دیکھتا ہے اور ان کی تشہیر کرتا پھرتا ہے لیکن اس کو اپنا عیب نظر نہیں آتا۔ ننگا ڈرتا ہے کہ کہیں اس کا دامن نہ پھاڑیں لیکن برہنہ آدمی کے دامن کو کوئی کیا پھاڑے گا۔ یہ دراز دامن ننگا آدمی دنیا پرست آدمی ہے۔ ایسا آدمی اپنی موت کے وقت بہت گریہ وزاری کرتا ہے لیکن اس کی جان اس

کے خوف پر ہنستی ہے۔ اس وقت صاحب مال کو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ بالکل مفلس تھا اور صاحب فہم و ذکاء کو محسوس ہوتا ہے کہ وہ بالکل بے ہنر تھا۔

دوستو! دنیا پرستوں کو حرص نے اندھا اور بہرا کر رکھا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ دنیا کی ہر چیز کو ہضم کر جائیں اور خوب موٹے ہو جائیں ۔ ان کو اس سے غرض نہیں کہ یہ چیز نجس اور حرام ہے۔ ان کو تو بس اپنا پیٹ بھرنے سے غرض ہے۔ لیکن عجیب تر بات یہ ہے، یہ جانتے ہوئے کہ موت کے راستے پر چلے بغیر چارہ نہیں، ان کو موت کا راستہ دکھائی نہیں دیتا۔ ایک نسل کے بعد دوسری نسل فنا کے دروازے سے گزر جاتی ہے لیکن دنیا پرستوں کو یہ دروازہ دکھائی نہیں دیتا۔ (حکایات رومی رحمۃ اللہ علیہ)

کرتب ایک مداری کا

ایک بادشاہ افلاطون کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ اس طرح سب سے الگ تھلگ رہتے ہیں۔ آپ ہمارے ہاں تشریف لے چلیئے! آپ کی خلوت کے لئے عمدہ انتظام کر دیں گے۔ افلاطون نے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے اصرار کیا، افلاطون نے کہا ''اچھا! پہلے آپ کی دعوت ہے'' بادشاہ نے اپنے جی میں کہا کہ اس کے دماغ میں خلل ہے، یہ کیا دعوت کریگا؟ خیر قبول کیا۔ اس کے بعد افلاطون نے کہا ''دعوت معہ آپ کے لشکر کے ہے'' بادشاہ کو بڑا ہی تعجب آیا۔ اب تو قریب یقین کے ہو گیا کہ یہ مجنون ہے، خیر یہ بھی منظور کیا، پوچھا ''کس دن ہو گی؟'' کہا ''فلاں دن'' جب وہ دن آیا تو بادشاہ معہ اپنے لشکر کے اس پہاڑ کی طرف چلا آیا۔ دیکھا، کئی میل سے بڑے سامان ہیں۔ نقیب اور چوبدار بھی ہیں۔ آگے پہنچا تو ایسا سامان دیکھا، جو اس سے پہلے

نہ دیکھا تھا۔ خدّام نہایت اکرام سے بادشاہ کو معہ لشکر کے لے گئے، کھانا کھلایا گیا۔ اس کے بعد ہر شخص کو ایک ایک کمرہ اس کے مرتبہ کے مطابق آراستہ اور ایک ایک عورت شب باشی کے لئے دی گئی۔ بادشاہ کو یہ سب دیکھ کر تعجب بڑھتا ہی چلا گیا۔

ایں چہ می بینم بہ بیداری ست یارب یا بخواب؟

"یا اللہ! جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں، حقیقت ہے یا خواب"

صبح آنکھ کھلی تو نہ وہ کمرہ ہے نہ وہ عورت، کپڑے گندے، گھاس کا پولا بغل میں دبا ہوا، بھوک کے مارے اٹھا نہیں جاتا، تو کیا تھا؟ افلاطون نے فقط خیال کیا تھا کہ ان کے دماغ میں یہ صورتیں سما گئیں۔ مسمریزم کی قوت تھی، جس نے لاکھوں آدمیوں کے دماغ میں ایک دم سے اتنا بڑا تصرف کر دیا۔ (کتاب روح الجوار)

بلا تشبیہ و تمثیل دنیا کے جملہ مناظرِ عیش و عشرت بھی محض ایک واہمہ اور فانی ہیں۔ کل قیامت کے روز جب آنکھ کھلے گی تو اس دنیا کی کوئی چیز ساتھ نہ ہوگی۔ نہ یہ مکان ہوں گے، نہ یہ سامان بلکہ آیت "**لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ**" کے مطابق کچھ بھی ساتھ نہ رہے گا۔ اسی لئے شاعر نے لکھا ہے۔

کتنا اونچا قصرِ دنیا کو بنا لے جاؤ گے\
کتنی گہری اس کی بنیادیں کھدا لے جاؤ گے\
کتنا عرض و طول میں اس کو بڑھا لے جاؤ گے\
کھینچ کر اس کا کہاں تک سلسلہ لے جاؤ گے\
اس کو کیا چلتی دفعہ سر پر اٹھا لے جاؤ گے\
آئے تھے کیا لائے تھے، جاؤ گے کیا لے جاؤ گے

جہانِ رنگ و روپ

بنی اسرائیل کے ایک نوجوان عابد کے پاس حضرت خضر علیہ السلام آیا کرتے تھے۔ یہ بات اس وقت کے بادشاہ نے سنی اور اس عابد کو بلایا اور پوچھا "کیا یہ سچ ہے کہ تمہارے پاس حضرت خضر علیہ السلام آیا کرتے ہیں" اس نے کہا "جی ہاں" بادشاہ نے کہا کہ اب جب وہ آئیں تو انہیں میرے پاس لے آنا اگر نہ لے آؤ گے تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام ایک روز اس کے پاس تشریف لائے تو اس عابد نے سارا قصہ سنایا۔ آپ نے فرمایا "چلو! میں اس کے پاس چلتا ہوں" چنانچہ آپ اس بادشاہ کے پاس تشریف لائے۔ بادشاہ نے پوچھا "آپ ہی خضر ہیں" آپ نے فرمایا "ہاں" بادشاہ نے کہا "ہمیں کوئی عجیب بات سنایئے" فرمایا، میں نے دنیا کی عجیب عجیب باتیں دیکھیں ہیں مگر ان میں سے ایک سناتا ہوں۔ میں ایک مرتبہ بہت بڑے خوبصورت اور آباد شہر سے گزرا۔ میں نے اس شہر کے آباد ایک باشندے سے پوچھا "یہ شہر کب سے بنا ہے" تو وہ بولا "یہ بہت پرانا شہر ہے، اس کی ابتدا کا نہ مجھے علم ہے، نہ میرے آباؤ اجداد کو، خدا جانے کب سے یہ شہر آباد چلا آتا ہے"

پھر میں پانچ سو سال کے بعد اس جگہ سے گزرا تو وہاں اس شہر کا نام ونشان نہ تھا۔ وہاں ایک جنگل تھا اور ایک آدمی وہاں لکڑیاں چن رہا تھا۔ میں نے پوچھا "یہ شہر برباد کب سے ہو گیا ہے؟"

وہ شخص ہنسا اور کہنے لگا یہاں شہر تھا ہی کب؟ یہ جگہ تو مدتوں سے جنگل چلی

آ رہی ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد نے بھی یہاں جنگل دیکھا ہے'' پھر پانچ سو سال کے بعد وہاں سے گزرا تو وہاں عظیم الشان دریا بہہ رہا تھا اور کنارے پر چند شکاری مچھلیاں پکڑ رہے تھے میں نے ان سے پوچھا ''یہ زمین دریا کب سے ہوئی ہے؟''

وہ ہنس کر مجھے کہنے لگے'' آپ جیسا آدمی ایسا سوال کرے، تعجب ہے۔ جناب! یہاں تو دریا ہمیشہ سے چلا آرہا ہے، ہمارے آباؤ اجداد نے بھی یہاں دریا ہی دیکھا ہے'' پھر میں پانچ سو سال کے بعد وہاں سے گزرا تو وہ جگہ ایک بڑا میدان تھی، جہاں ایک آدمی کو پھرتے دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا ''یہ جگہ خشک کب سے ہوگئی ہے؟'' وہ بولا ''یہ جگہ تو ہمیشہ سے خشک ہی چلی آرہی ہے'' میں نے پوچھا ''یہاں کبھی دریا نہیں بہتا تھا؟'' وہ کہنے لگا'' ہرگز نہیں، ہم نے ایسا نہ دیکھا، نہ اپنے آباؤ اجداد سے سنا'' پھر میں وہاں سے پانچ سو سال کے بعد گزرا تو وہاں پھر پہلے شہر سے بھی ایک عظیم شہر آباد تھا۔ میں نے ایک باشندے سے پوچھا ''یہ شہر کب سے ہے؟'' وہ بولا ''یہ شہر بہت پرانا ہے اس کی ابتداء کا نہ ہمیں علم ہے، نہ ہمارے آباؤ اجداد کو تھا''

(عجائب المخلوقات للقزوینی حاشیہ حیٰوۃ الحیوان)

سبق :۔ یہ دنیا ہزاروں رنگ بدلتی ہے اور اس کی کسی چیز کو دوام و بقا نہیں۔ لہذا ایسی ناپائیدار دنیا میں دل نہیں لگانا چاہیئے اور اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہئے۔ جہاں کی ہر چیز پائیدار اور ہمیشہ کے لئے کام آنے والی ہے۔

دنیا کے چوراہے پر زندگی اور موت کا ملاپ

قارئین کرام!

زمانے کی نیرنگی کچھ عجب قدرت کا نظارہ دکھارہی ہے۔کہیں گلاب کا پھول،کہیں کیکر کے خار،کہیں شادی کا ولیمہ،کہیں میت کے پھول،کوئی ہاتھی گھوڑے پر شان وشوکت سے سوار چلا آتا ہے۔کوئی اپاہج سرین کے بل یا بازو رگڑتا ہوا جاتا ہے۔کسی کی ایک آواز پر ہزاروں جواب ملتے ہیں۔کسی کی ہزار آواز پر ایک بھی جواب نہیں۔کہیں نہرِ فرات سے گھوڑے گدھے اونٹ پانی پیتے نہاتے ہیں، وہیں شافع محشر کے نواسے،حوضِ کوثر کے قاسم،بظاہر ایک گھونٹ پانی کو ترستے ہیں،کسی کے بچوں کو گرمی میں زہر مہرہ عرقِ بید مشک میں ملا کر پلایا جاتا ہےاور علی اصغر شیر خوار کو شدّتِ پیاس سے پانی کے بدلے حلق پر تیر مارا جاتا ہے۔کسی کے لئے سونے چاندی کے برتنوں میں پانی لایا جاتا ہے،مگر عباس علمدار،اولادِ رسول ﷺ کی مشک کو تیروں سے چھلنی کر دیا جاتا ہے۔کسی کے بچھونے میں ایک بنولہ رہ جائے تو نیند نہیں آتی،مگر کربلا کے شہیدوں کی لاشیں گھوڑوں سے کچلی جاتی ہیں اور سید الصابرین رضی اللہ تعالی عنہ پھر بھی فرماتے ہیں:۔

رَضِینَا بِقَضَاءِ اللّٰهِ

"مولیٰ جس طرح تو راضی،اسی طرح ہم راضی"

کوئی اپنے فرزند کی پیدائش کی خوشی میں عقیقہ کے لئے بکرے لئے چلا آتا ہے۔کوئی اپنے خوبصورت چاند جیسے فرزند کا جنازہ لئے جاتا ہے۔عقیقے والا بکروں کا گوشت رشتہ داروں کو اور مہمانوں کو کھلائے گا اور یہ دوسرا اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو قبر کی خاک پر لٹا کر اس کے گورے گورے بدن کا گوشت کیڑوں کے حوالے کرے گا۔کوئی اپنے داماد کے لئے دوشالہ خریدنے چلا آتا ہے۔کوئی اپنے بہنوئی کے لئے کفن کا کپڑا لئے آتا ہے۔

کسی کو چوکی پر بٹھا کر بدن پر شادی کا ابٹنہ ملا جاتا ہے۔ کسی کے بدن کو تختہ پر لٹا کر غسلِ میت دیا جاتا ہے۔ کسی کو عطرِ سہاگ لگایا جاتا ہے۔ کسی کے آخری غسل کے پانی میں کافور ملایا جاتا ہے۔ کوئی نہایت شوق سے نئی شادی کے لئے دلہن کو پالکی میں بٹھائے باجہ بجاتا اپنے گھر کو چلا جاتا ہے۔ کوئی اپنی خوبصورت، ایک ہی رات کی بیاہی دلہن کے جنازہ کو ایک ٹوٹی سی چار پائی پر ڈالے گورستان کی طرف لئے جاتا ہے۔ اتفاق سے عین بیچ بازار کے میت کے جلوس اور برات والوں کا ملاپ ہوا۔

اللہ اکبر!

ایک طرف خوشی، ایک طرف غمی۔

ایک طرف خانہ آبادی، دوسری طرف خانہ بربادی۔

ایک طرف دلہن کی پالکی، دوسری طرف جنازے کی چارپائی۔

ایک طرف حیات، دوسری طرف ممات۔

ایک طرف موت، دوسری طرف زندگی۔

ایک طرف سہاگ کی پہلی رات، دوسری طرف قبر کی پہلی رات۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب

زندگی

قارئین کرام! عرف میں زندگی کا مفہوم یہ ہے کہ جسم میں روح موجود ہو، جبکہ روح ایک لطیف اور شفاف جسم ہے، جو بذاتہٖ زندہ ہے۔ علماءِ کرام نے روح کے تعلق بالجسم کو یوں بیان فرمایا:۔

مُشْتَبِک" بِالْاَجْسَامِ الْکَثِیْفَةِ کَاشْتِبَاکِ الْمَاءِ بِالْعُوْدِ الْاَخْضَر

"مادی جسموں کے ساتھ روح اس طرح ملی ہوئی ہے، جس طرح سرسبز شاخ میں پانی ملا ہوا ہے"

الحاصل زندگی کا مدار دو چیزوں پر ہے، ایک روح اور دوسرا بدن۔ خَلّاقِ لم یزل نے بدن کو یوں روح کی جائے استقرار بنا دیا، گویا بدن ایک خانہ ہے، جس میں روح سکونت پذیر ہے، مگر یہ سکونت کنندہ دوسرے سکونت کنندگان کی طرح نہیں کہ حال و محل دونوں کی طرف الگ الگ اشارہ کیا جا سکے یا ان میں امتیاز ہو سکے۔

روح بدن کے اندر کامل طور پر سرایت کئے ہوئے ہے اور یہ سرایت بھی عجیب قسم کی ہے حالانکہ خون بھی ہمارے جسم میں سرایت کئے ہوئے ہے، مگر سرایتِ روح کی کیفیت اس سے مختلف ہے۔ محسوس مثال میں یوں سمجھئے، جیسے درخت کی شاخوں، پتوں اور تنے میں پانی سرایت کئے ہوئے ہے، بظاہر پانی دکھائی نہیں دیتا، محض لکڑی اور پتے وغیرہ ہی دکھائی دیتے ہیں۔ حالانکہ پانی ان کے اندر موجود ہے اور وہ ہی

درخت کی حیات یعنی نشو ونما کا سبب ہے۔ جب تک پانی درخت کے اندر رہتا ہے۔ درخت ہرا بھرا رہتا ہے، جونہی پانی خشک ہوا، درخت بھی مردہ ہو گیا یعنی ہریالی وغیرہ جاتی رہی۔ اس پانی کو درخت کی روح سمجھئے کہ جب تک روح موجود، درخت زندہ۔ اسی طرح بدنِ انسانی میں جب تک روح ہے تو یہ فانی زندگی ہے، روح نکلتے ہی جسم مردہ۔ لہٰذا دنیاوی زندگی اس وقت تک ہے، جب تک جسم میں روح ہے۔

ایک مسافر

حضرت جبرائیل علیه السلام نے نوح علیه السلام سے پوچھا ''آپ کی عمر سب پیغمبروں سے زیادہ اور لمبی ہے۔ آپ نے دنیا کو کیسا پایا۔ فرمایا ''مجھے ایسا لگتا ہے کہ ایک مکان کے دو دروازے ہیں، ایک سے داخل ہوا، دوسرے سے باہر نکل آیا'' چنانچہ ہزار سال عمر پانے والا بھی قیامت میں کہے گا۔

مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ

''دنیا میں نہیں رہے تھے، مگر ایک گھڑی بھر''

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس دنیا میں رہنا ایک مسافر کی طرح ہے جو ایک درخت کے سایہ میں تھوڑی دیر ٹھہرا اور چل دیا'' ثابت ہوا کہ اس زندگی کی حیثیت سفر کے سوا کچھ نہیں اور موت زندگی کے چہرے پر پڑا ہوا وہ نقاب ہے، جس کے اٹھتے ہی انسان عالم جاوداں کی سیر کرنے لگتا ہے۔ البتہ وہاں کی کامیابی کا راز اعمالِ حسنہ میں مضمر ہے لہٰذا ہر شخص کو چاہیے کہ اپنا زادِ راہ خود تیار کرے اور دنیا میں عقبیٰ کی فکر اور زندگی میں آخرت کی تیاری کرے۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنے آج کو کل کے لئے قربان کرتے ہیں اور اس ناپائیدار زندگی کے آئینہ میں موت کے بعد پیش آنے والے احوال کی تصویر دیکھتے ہیں اور آخرت کے مسافر بن کر دنیا میں رہتے ہیں۔

سدا نہ حسن جوانی

مانا کہ آج تم جوان ہو۔ آج تم طاقت میں ہو۔ آج تم اپنے جیسا کسی کو نہیں سمجھتے۔ آج تمہاری نظر شوخ شوخ ہے۔ آج تمہارے ارادے شرر شرر ہیں۔ آج حسن تمہارے ارد گرد گھومتا ہے۔ آج ادائیں تمہارا طواف کرتی ہیں۔ تسلیم کیا کہ دولت بھی تمہارے پاس ہے۔ ثروت بھی تمہارے پاس ہے۔ دوڑتی گاڑیاں اور فلک بوس عمارتیں بھی تمہارے پاس ہیں۔ دوستوں کی کثرت اور پیسے کی فراوانی سب کچھ تم رکھتے ہو۔ چلو یہ بھی مان لیا کہ تم چاہو تو ستارے ٹوٹ جائیں اور پہاڑ اڑ جائیں۔ اس لئے کہ دنیا تمہاری ہے اور اس سے بھی انکار نہیں کہ بچپنے کی لاشعوری، بڑھاپے کی ناتوانی، غربت کی پریشانی، مسکنت کی قیامت سامانیاں، تہی دست ہونے کا درد اور محتاج ہونے کے اضطراب، تم نے کچھ بھی نہ دیکھا۔ چلو یہ بھی سہی کہ ماں تمہیں اپنا قبلہ سمجھتی رہی۔ باپ تمہیں ہی اپنا مقصود تصور کرتا رہا، استاد اپنا دستِ شفقت تمہارے ہی سر پر رکھتا رہا۔ ماحول تم پر ہی فدا ہوتا رہا۔ معاشرہ تمہاری رائے ہی کو قوی سمجھتا رہا۔ فیصلہ وقضا کی طنابیں تمہارے ہی ہاتھ رہیں۔ خوبیوں کا مرجع، محاسن کا مصدر، حقوق کا محور، داد و تحسین کا مرکز، سب کچھ تم ہو!

لیکن کبھی سوچا اور غور کیا کہ شباب ہمیشہ رہے گا؟ عمر کے سائے نہیں ڈھلیں گے؟

موت کی ہچکیاں نہیں لگیں گی؟ خدا کی کچہری میں پیشی نہیں ہوگی؟ جوانو! چاند بھی ایک صورت میں نہیں رہتا۔ کبھی ہلال، کبھی قمر، کبھی بدر ہوتا ہے۔ تمہیں بھی اس دنیا میں سدا نہیں رہنا۔ یہاں جو آیا، جانے کے لئے اور جو پیدا ہوا، وہ مرنے کے لئے۔ بقاتو صرف اللہ ہی کی ذات کے لئے ہے، اگر باقی ہے تو تیرے رب کی ذات ہے، بزرگی اور عظمت والا، پس اپنے رب کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ (القرآن)

آؤ! اس فانی زندگی میں ابدی زندگی کا فکر کریں کہ بقا پر فنا کو پسند کرنا عقلمندی نہیں۔

(صفیرانقلاب)

زندگی کی کہانی موت کی زبانی

شاہ وگدا، امیر وغریب، خوبصورت و بدصورت، حبشی وقریشی، عربی وعجمی، تندرست وبیمار، پیرو جوان، چاند سے مکھڑے، سرو جیسے قد، سورج جیسے رخسارے، موتی جیسے دانت، گلاب جیسے ہونٹ، سیف جیسی زبان، بدر جیسی پیشانی، آہو جیسی نرگسی آنکھیں، عناب جیسے پورو، چاندی جیسے بازو، لوہے جیسی پنڈلیاں، ریشم جیسے نرم ونازک ہاتھ پاؤں والے، شیر جیسے بہادر، چیتے جیسے تیز رفتار، جن کے لئے پھولوں کی سیج بچھائی جاتی تھی، اکیلے ہزاروں سے لڑنے والے، آسمان کی بلندیوں کو چھونے والے، نت نئی ایجاد کے موجد، چشم زدن میں لوگوں کو ورطہ حیرت میں ڈالنے والے، پیٹ کی دوزخ کو بھرنے کے لئے لوگوں کے جائز حقوق کا خون کرنے والے، فانی عزت ووقار کی خاطر جھوٹی قسمیں کھانے والے، اقتدار کے لئے باپ بیٹے کو دست بگریباں دیکھنے والے، طریقت کا جھوٹا لبادہ اوڑھ کر عوام الناس کو لوٹنے والے، جھوٹی

شہرت اور دنیا کے دلدادہ علماءِ سوء، حرص ولالچ میں حقوق اللہ وحقوق العباد کو پامال کرنے والے، غیبت وچغلی سے لوگوں کو لڑا کر تماشا دیکھنے والے، ولایت کی مقدس وطاہر چادر پر بناوٹی پیری کے سیاہ دھبے، دینی تقاریر کرنے پر دولت وشہرت کے خواہاں، پیشہ ور واعظ ومقرر، فسق وفجور کے دلدادہ، والدین کے نافرمان، عصمت فروش، ذخیرہ اندوز، بے عمل واعظ، بے ہدایت مدرس، ریاکار زاہد، نام کے صوفی، غرضیکہ شریعت وطریقت کی حدود کو توڑ کر اللہ ورسول کو ناراض کرنے والے، کتنے بلند وبانگ دعوے کرتے تھے۔ زندگی سے کس طرح موت کی آغوش میں چلے گئے کہ ان کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے۔ ان کی اچھی صورتیں مٹی بن گئیں۔ بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ کس طرح بچوں کو یتیم، بیوی کو بیوہ، ماں باپ کو بے سہارا، عزیز واقارب کو روتا چھوڑ کر چل دیئے۔ ان کے سامان، ان کے مال، ان کا سیم وزر، ان کے کپڑے، پڑے کے پڑے رہ گئے اور وہ خالی ہاتھ مٹی میں دبا دیئے گئے۔ کس طرح مجلسوں میں بیٹھ کر قہقہے لگاتے تھے، آج خاموش پڑے ہیں۔ کس طرح دنیا کی لذتوں میں مگن تھے، آج خاک کے نیچے پڑے ہیں۔ کیسا موت کو بھلا رکھا تھا، آج اس کا شکار ہو گئے۔ کس طرح جوانی کے نشے میں مست تھے، آج کوئی پرسان حال ہی نہیں۔ کیسے دنیا کے دھندوں میں ہر وقت محو تھے، آج کیسے بے حس وحرکت پڑے ہیں۔ وہ کان جن کو ریڈیو اور گانا سُننے سے فرصت نہ تھی اور خدا کی بات سُننے کو تیار نہ تھے، آج مٹی میں بند پڑے ہیں۔ آنکھیں جن کو ٹیلی ویژن، وی سی آر اور دنیا کے محبوبوں کی طرف دیکھنے سے فرصت ہی نہ ملتی تھی، آج وہ باہر نکلی پڑی ہیں۔ زبان جس کو پان کھانے، سگریٹ پینے، چغلی کرنے، جھوٹ بولنے کے علاوہ کوئی کام ہی نہ تھا، آج کیڑوں نے

اس کو چاٹ کھایا اور بدن جو ہر وقت خدا کی عبادت سے کنارہ کش رہتا تھا، اس کو بچھو اور سانپ ڈس رہے ہیں۔ کیسا کھِل کھلا کر ہنستے تھے، آج دانت ہی گر پڑے۔ کیسی تدبیریں سوچتے تھے، حالانکہ موت سر پر تھی۔ کفن دکان پر آ چکا تھا، یہ ابھی خوش گپیوں میں تھے۔ روزی ختم ہونے والی تھی، یہ لمبی امیدیں باندھے ہوئے تھے۔ چند گنتی کے سانس رہ گئے تھے، یہ ابھی روپے پیسے گننے اور دنیا کی بہاریں لوٹنے میں محو تھے۔

آج کا نوجوان

جس کی سوچ سرسری، اخلاق کھوکھلے، پیشانی سجدوں سے محروم، آنکھیں آبِ عصمت سے خالی، دل دردو محبت سے نا آشنا، جس کی مجلس شہوانی باتوں سے بھرپور، زبان جنسی بے راہ روی سے آلودہ، جس کا تخیل بربادیوں کا شکار، جس کے افکار باطل تصورات کے اندھیروں میں گم، مغربی تہذیب کا پروردہ، سنتِ مصطفیٰ ﷺ کی برکتوں سے کوسوں دور، جس کو بہن اور ماں کی تمیز نہیں، عزیز واقارب کا پاس نہیں، صبح خرمستیاں، شام آوارہ گردیاں، گلیوں میں تنکے کی طرح اڑنا، کوچوں میں خاک کی طرح ذلیل ہونا، اِدھر جھانکنا اُدھر دیکھنا، اِسے گالی دینا، اُسے چھیڑنا، پڑھنے سے گریز، کھیلنے سے شغف، چلنا تو اکڑ اکڑ کر، بولنا تو بگڑ بگڑ کر، ہنسنا تو کھِل کھِل کر، کھانا تو مچل مچل کر، سونا تو بے فکر، جاگنا تو رُک رُک کر، مستی ہی مستی، نشہ ہی نشہ، ماں کا ادب نہیں، باپ کا احترام نہیں، استاد کی توقیر نہیں، شرمِ جہاں نہیں، خوفِ خدا نہیں، قدم قدم نغمے، گام گام گانے، لحظہ لحظہ غفلت، لمحہ لمحہ جہالت۔ عریانی کا طوفان، فحاشی کی آندھیاں، ملّت فروش، جس کی رات کلب اور دن تاش بازی میں، زرکیشی کا

حریص، راشی ، بندہء دنیا، نغمہ وگانے کا عاشق ،کھیل کا عادی ، خدمتِ نفس کا عازم ، کذب کا مبلغ، شہرت پسند، مادیت پرست ، بے حسی و جمود کی کان ،علوم اسلامیہ سے نابلد ،ضروریاتِ دین سے بے بہرہ، طبلے کی تھاپ پر رقاص ،شرافت وغیرت کا دشمن، شرم وحیا کا باغی ،غرضیکہ نظامِ مصطفیٰ (ﷺ) سے بیزار رہ کر اللہ ورسول کو ناراض کرنے والا اور شریعت کے قوانین کو توڑ کر اپنی قبر کو ظلمت وتاریکی سے بھرنے اور جہنم کا گڑھا بنانے والا ،ننگِ ناموسِ اسلام .... یہ ہے آج کا نوجوان ، یہ خدوخال آپ کے نہیں تو شریعت محمدیہ ﷺ کی پیروی میں نعمتوں بھری پاکیزہ جوانی ......آپ کو ہزارہا خوشیوں کے ساتھ مبارک ، اگر خدانخواستہ یہ آپ کا سراپا ہے تو غضب الٰہی کا نشانہ بننے سے قبل ہی توبہ کیجئے اور ایک سچے مسلمان کی پیروی کر کے فکر کو مطہر اور شباب کو پاکیزہ بنایئے اور خدا اور رسول کو راضی کیجئے۔ (ملخص صفیر انقلاب)

اس سے ملیے یہ کون ہے؟

جس کی صورت وسیرت ، وضع قطع ، چال ڈھال ،رفتار وگفتار اسلامی ،لباس سادہ مگر سنتِ رسول (ﷺ) کا مظہر ،یہ محبت کا بیوپاری ، الفت کا جوہری ،عفت وعصمت کا خوگر، سنجیدگی ومتانت کا مجسمہ ،طہارت ونفاست کا دلدادہ ،نیت کا صاف ، تزکیہء نفس کا عادی ،تطہیرِ قلب کا معلم ، امراضِ روحانیت کا طبیب ، رزقِ حلال کا کاسب ، صاحبِ عزیمت ، غیرت مند ،فرشتہ خصلت ، بےلوث مخلص ، بندہء خدا ،غلام مصطفیٰ ، ماں باپ کا مؤدب ، بڑوں کا موقر ،چھوٹوں کا مشفق ، رفیقوں کا عیب پوش ، غریبوں کا معاون ،علم کا متوالا ،عزتوں کا رکھوالا ، پانچ وقت کا نمازی ، میدانِ جہاد کا

غازی، قرآن کا حافظ وقاری، نیکی کا داعی، برائی کا ناہی، جھوٹ اور چغلی سے دور، بغض وحسد سے کنارہ کش، خیانت ودھوکہ دہی سے عاری، ایمان کا مضبوط، یقین کا محکم، وعدہ وامانت کا محافظ، اسرار ورموز کا امین، دادوتحسین سے بالاتر، صراطِ مستقیم کا راہی ورہبر، شرم وحیا کا پیکر، صابر وقانع، اتحادویگانگت کی زنجیر، اخلاقِ حسنہ کا مرقع، رشتہ اخوت کا مظہر، لمحاتِ زیست کا محاسب، ظلم واستبداد کا مخالف، خوشامد ولجوجت کا معانِد، اکیلا ہزاروں پہ بھاری، وقت کا قدردان، اوصافِ حمیدہ کا مجموعہ، علوم عصریہ کا شہسوار، دارالحکومت کا معمار، صاحبِ جودوایثار بےنواؤں ویتیموں کا غمخوار، باعظمت وباکردار ہرحال میں حق کا علمبردار، غم وخوشی میں اللہ کا پرستار، مملکتِ عدالت کا شہریار، حقوق العباد کا پاسدار، متقی وپرہیزگار، سحرخیز وتہجد گزار، شفاعتِ رسول کا امیدوار، مصنوعی زیب وزینت سے بیزار، صداقت وراستبازی کا ''گامن سچیار'' اللہ ورسول کا فرماں بردار، رشدوہدایت کا مینار...... یہ کون ہے؟...... یہ ہی تو مسلمان ہے......

آیئے! عزم وحوصلے کے ساتھ صداقتوں کے متلاشی بن کر اس کی زندگی کو مشعلِ راہ بناتے ہوئے اپنا سفرِ آخرت مزید وقت ضائع کئے بغیر ابھی سے شروع کرکے دنیا کی آخری اور قبر کی پہلی رات کو جنت کا باغ بنائیں۔

مرضِ گناہ کے لئے اکسیر معجون

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے بصرہ کے ایک بازار میں ایک ہجوم دیکھا۔ آگے بڑھا، تو دیکھا ایک پروقار شخص بیٹھا ہوا لوگوں کو مختلف امراض کے نسخے لکھ کردے رہا ہے۔ حضرت

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے پاس گناہوں کی دوا ہے؟ طبیب نے مجھے بغور دیکھا اور کہا کہ ہاں ہے۔ میں نے کہا کہ وہ نسخہ مجھے بھی لکھ دو، وہ بولا، لو لکھ لو:۔

''ایمان کے باغ میں جا کر نیت ویقین اور توکل کی چند ٹہنیاں لے آؤ اور شرم وندامت کے بیج اور زہد وورع کے کچھ پتے بھی لے آؤ، نیز اخلاق کا مغز، اجتہاد کا چھلکا اور فقہ کا کچھ پھل لے کر تواضع کے تریاق میں ڈال دو اور پھر توفیق کے ہاتھ اور تصدیق کی انگلیوں سے ان چیزوں کو تحقیق کے طباق میں ڈال کر ان سب چیزوں کو آنسوؤں کے پانی سے خوب دھولو۔ پھر ان چیزوں کو امید کی ہنڈیا میں ڈال کر، شوق کی آگ سے خوب پکاؤ، حتیٰ کہ حرص وہوا کی میل کچیل الگ ہوجائے، تو اُسے دستِ ہمت سے نکال کر پھر رضا کے پیالہ میں ڈال لو اور استغفار کے پنکھے سے اسے ٹھنڈا کرلو اس کے بعد یہ ایک مزیدار شربت بن جائے گا اور اس کے پینے کی ترکیب یہ ہے کہ ایک ایسی جگہ پیا جائے، جہاں خدا کے سوا کوئی نہ دیکھتا ہو۔ بس اُس کے پیتے ہی گناہوں کا مرض جاتا رہے گا'' (روض الریاحین)

ندامت کے آنسو

آج ہماری یہ حالت ہے کہ عمامے جھاڑو، تو گناہوں کی دھول نکلے گی۔ قبائیں نچوڑو، تو خود پسندی کی میل برآمد ہوگی۔ دامن کھولو، تو لغزشوں کا غبار نکلے گا۔ نفس نفس لٹا ہوا، فرد فرد ڈسا ہوا، ذہن ذہن فالج زدہ، دل دل غفلت گزیدہ، دعوے بہت ہیں، لیکن عمل میسر نہیں۔ ظاہر آراستہ ہیں اور باطن کرم خوردہ۔ جب دامنِ عمل

پر ہر سوداغ دھبے نظر آتے ہیں، تو بساطِ زندگی پر افق افق مایوسیاں ہی مایوسیاں چھا جاتی ہیں۔ دل ڈولنے لگ جاتا ہے اور وسواس کے ہجوم انسان کو ہلا کر رکھ دیتے ہیں۔ خیر وشر کے دوراہے پر بدی کی طرف بڑھو، تو وہ کاٹتی ہے۔ نیکی کی طرف بڑھو، تو وہ گزشتہ اعمال کے بارے میں سوال کرتی ہے۔ انسان جب حیرت کی وادیوں میں گم ہو جاتا ہے، تو فطرت کی صدائے ناز، اطمینان کا نور اور رحمت کا پیغام بن کر تصادمِ اعمال کی دلدل میں پھنسے ہوئے انسانوں کی راہنمائی کرتی ہے۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

''اے حبیب کریم ﷺ! تم فرماؤ اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی بخشنے والا، مہربان ہے۔ (کنز الایمان)

پانی میل صاف کر دیتا ہے اور توبہ گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔ نیکی پر اِترانے والے زاہد سے، گناہوں پر اشکِ ندامت بہانے والا عاصی بہتر ہوتا ہے۔ اچھے لوگ وہ ہوتے ہیں، جو خوفِ خدا کے آئینے میں اپنے اعمال کی حقیقت کو جاننے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ جامِ جم میں کائنات دیکھنا افسانہ ہے، لیکن دل کے پردہ میں اپنے کئے ہوئے کی تصویر دیکھ لینا حقیقت ہے۔ اپنی کمزوریوں کا مکمل احساس اور اپنے گناہوں پر دلی ندامت اور آئندہ ہر قسم کے فسق وفجور سے باز رہنے کا پختہ عزم، معاصی وذنوب سے بچنے کا پکا عہد ہی توبہ کہلاتا ہے۔ آنکھ سے نکلا ہوا گناہوں پر ندامت کا ایک آنسو نہ صرف زندگی بھر کی بدیوں کے دفتر دھو سکتا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کے

غضب کو ٹھنڈا، عذاب کو راحت اور برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر سکتا ہے۔

(صفیر انقلاب)

مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

"جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے کام کرے، تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ بھلائیوں سے بدل دیگا" (کنزالایمان)

افسانہ یا عبرت آموز مشاہدہ

ایک صاحب جن کا نام تو فنا تھا، لیکن انہوں نے اپنا تخلص بقا رکھا ہوا تھا۔ سخت بیمار ہو گیا۔ مایوسی کی حالت میں کوئی پُرسانِ حال نہیں۔ والدین تو اس کے پہلے ہی راہی ملکِ بقا ہو چکے تھے۔ ایک بیوی تھی، جو خود ہڈیوں کا پنجرہ تھی۔ چلنے پھرنے سے لاچار، ایک چارپائی پر پڑی تھی۔ اس مریض کا ایک بیٹا تو دولت کمانے کی غرض سے امریکہ جا چکا تھا اور دوسرا بیٹا سینما گھر میں شو دیکھنے میں مصروف تھا۔ ایک بیٹی تھی، جو عین اس وقت ٹیلی ویژن پر اندازِ رقص میں گانا گا کر دعوتِ گناہ دے رہی تھی۔ اڑوس پڑوس والے خود غرضی کا شکار، ایک دوسرے سے بے نیاز، اپنے مشغلہ میں محو تھے۔ کوئی وی سی آر پر فحش فلم دیکھنے میں مصروف، کوئی تاش بازی اور جوئے میں مگن، کسی کو ویڈیو کیسٹ کی دوکان کھولنے میں دیر ہو رہی تھی، کسی کو دفتر میں رشوت سے تجوری بھرنے جانا تھا، تو کسی کو علم کی دوکان پر بچوں کو تعلیم فروخت کرنا تھی۔ کوئی ناجائز منافع خوری سے غریبوں کا خون چوسنے کے لئے تجارتی منڈی میں جا رہا تھا۔ غرضیکہ

اہلِ محلّہ میں سے ہر کوئی نفس نفسی کے عالم میں اپنے اوپر آنے والی اس قسم کی کیفیات اور موت سے غافل تھا۔ آخر اطلاع ملنے پر محلّہ کی مسجد کے حافظ صاحب تشریف لائے۔ مریض کی حالت خطرناک دیکھ کر ایک بھلے مانس کو مریض کے اس بیٹے کی طرف روانہ کیا، جو سینما کی زینت بنا ہوا تھا۔ اُف اللہ! وہ تو دیکھی ہوئی عریاں فلم کو عملی جامہ پہنانے جاچکا تھا۔ قاصد بیچارہ اس مریض کی بیٹی کو اطلاع کرنے پہنچا، تو پتہ چلا کہ مس صاحبہ ٹی وی پروگرام سے فارغ ہو کر نامعلوم جگہ شوٹنگ پر ہیں۔ امریکہ والے کو ٹیلی فون کیا، تو جواب ملا کہ گرین کارڈ حاصل کرنے کے لئے جس عیسائی لڑکی سے میں نے شادی رچائی ہے، نہ ہی وہ اجازت دیتی ہے، نہ ہی میرے پاس گنجائش ہے۔ امام مسجد کو تو پہلے ہی اس کا اندیشہ تھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر اس مریض کی اولاد کو ذرا سی بھی والدین سے ہمدردی ہوتی۔ تو وہ بوڑھے والدین کو اس طرح کس مپرسی کے عالم میں چھوڑ کر نہ جاتے۔ ادھر اذان کا وقت قریب ہو رہا تھا۔ حافظ صاحب کو خطرہ تھا کہ اگر خود ڈاکٹر کو بلانے جاتا ہوں، تو اذان میں تاخیر ہونے کی وجہ سے مقتدیوں کی صلوٰتیں سننا پڑیں گی۔ آخر انہوں نے اذان ایک طالب علم کے ذمہ لگائی اور خود ڈاکٹر کو بلا لائے لیکن اس ڈاکٹر کے آنے سے قبل ہی موت کا قاصد آچکا تھا مریض نے مولوی صاحب کو مال واولاد کے بارے میں وصیتیں شروع کیں۔ اسی دوران اس کی زبان بھاری ہوگئی۔ اب تو آواز بھی اچھی طرح نہیں نکلتی، نہ ہی وہ کسی کو پہچانتا ہے۔ لمبے لمبے سانس بھی آنے لگے، کراہ بڑھ گئی، پلکیں جھک گئیں، یہ ہی وہ وقت ہوتا ہے کہ آخرت کے احوال بھی محسوس ہونے لگتے ہیں۔ لیکن اس کی تو زبان بھی تتلا گئی۔ اب کچھ بھی نہیں کہہ سکتا، رشتہ دار اور ناہنجار بیٹا بیٹی بھی پہنچ چکے ہیں اور

کھڑے رو رہے ہیں، اتنے میں اس مریض کے بدن سے جان نکل جاتی ہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

فرشتے روح لے کر چلے گئے۔عزیز واقارب جلدی جلدی دفنانے کی تیاری شروع کر دیتے ہیں۔اسی دوران جو عیادت کو آئے تھے، وہ بھی رو دھو کر چل دیئے۔دشمن خوشیاں منانے لگے۔عزیز رشتہ دار مال بانٹنے لگ گئے اور مرنے والا اعمال کی بنا پر جنت کے باغ یا جہنم کے گڑھے کا مستحق قرار پا چکا ہے۔

یہ حقیقت ہے اس زندگی کی جس پر تو اتراتا اور تکبر کرتا ہے......

ذرا سوچ!

اس وقت کے لئے......

کیا تیاری کی ہے..................!اگر

آپ کے دل میں عقائدِ حقہ کی روشنی اور چہرے پر اعمالِ حسنہ کا نور ہوگا، تو قبر کی پہلی رات ''انشاء اللہ'' مبارک ہوگی۔

اگر خدانخواستہ بدعملی کی سیاہی سے نامہ اعمال سیاہ!

تو ابھی توبہ کا وقت ہے۔

جبکہ زندگی کا بھروسہ بھی نہیں!

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ
نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ (القرآن)

''اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ، جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں''

باب

موت

موت :۔ روح کا جسم سے جُدا ہو جانا ہے نہ یہ کہ روح مر جاتی ہے۔ چنانچہ امام عزیز الدین عبد السلام فرماتے ہیں:۔

لَا تَمُوْتُ اَرْوَاحُ الْحَيٰوةِ بَلْ تُرْفَعُ اِلَى السَّمَآءِ حَيَّةً

''روحیں مرتی نہیں بلکہ زندہ آسمانوں کی طرف اٹھالی جاتی ہیں''

(دعوت ارواح)

اور علامہ تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

وَالنَّفْسُ بَاقِيَةٌ بَعْدَ مَوْتِ الْبَدَنِ عَالِمَةٌ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِيْنَ

''مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بندہ کی موت کے بعد روح باقی رہتی ہے اور متصف بعلم (یعنی جانتی پہچانتی) ہوتی ہے۔''

(شفاء السقام)

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

ذَهَبَ صَاحِبُ الْمِلَلِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَغَيْرِهِمْ اِلٰى اَنَّ الرُّوْحَ تَبْقٰى بَعْدَ مَوْتِ الْبَدَنِ

''اہلِ مذاہب مسلمان اور غیر مسلمان اسی بات کے قائل ہیں کہ بدن کی موت کے بعد روح باقی رہتی ہے''

(شرح الصدور)

لہٰذا معلوم ہوا، موت فنا کا نام نہیں، بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا نام

ہے۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

قَالَ الْعُلَمَاءُ اَلْمَوْتُ لَيْسَ بِعَدَمٍ مَحْضٍ وَلَا فَنَاءٍ صَرْفٍ اِنَّمَا هُوَ انْقِطَاعُ تَعَلُّقِ الرُّوْحِ عَنِ الْبَدَنِ وَمُفَارَقَتُهٗ وَحِجَابُهٗ بَيْنَهُمَا وَتَبَدُّلُ حَالٍ وَّانْتِقَالٌ مِّنْ دَارٍ اِلٰى دَارٍ

''علماء نے فرمایا کہ موت کے معنی یہ نہیں کہ آدمی محض نیست و نابود ہو جائے، بلکہ وہ تو روح و بدن کے تعلق کا انقطاع (روح اور بدن) میں حجاب و جدائی، تغیر حال اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جانے کا نام ہے''

اور امام ابو نعیم ''حلیۃ الاولیاء'' میں بلال بن رباح سے راوی ہیں کہ وہ اپنے وعظ میں فرماتے تھے:۔

يَا اَهْلَ الْخُلُوْدِ وَيَا اَهْلَ الْبَقَاءِ اِنَّكُمْ لَمْ تُخْلَقُوْا لِلْفَنَاءِ وَاِنَّمَا خُلِقْتُمْ لِلْخُلُوْدِ وَالْاَبَدِ وَلٰكِنَّكُمْ تَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰى دَارٍ

''اے ہمیشگی والو! اے بقا والو! تم فنا کے لئے پیدا نہیں کئے گئے بلکہ دوام و ہمیشگی کے لئے پیدا ہوئے ہو، لیکن تم ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہو''

موت کو سمجھا ہے غافل اختتامِ زندگی
ہے شامِ زندگی صبحِ دوامِ زندگی (علامہ اقبال)

موت کی کہانی زندگی کی زبانی

موت ایک اٹل حقیقت ہے، خواہ کوئی کسی نہج پر زندگی گزار چکا ہو۔ موت سے کسی کو چھٹکارا نہیں، چاہے دولت میں قارون، تکبر میں فرعون، ظلم میں ضحاک، تمرد

میں نمرود، شہ زوری میں رستم ، روئیں تنی میں اسفند یار، مصوری میں مانی ، عشق میں مجنوں ، ملک گیری میں سکندر ، دبدبہ میں جمشید ،عیاشی میں جابر، اقبال میں اکبر،فصاحت میں سحبان، انصاف میں نوشیرواں، دانش میں ارسطو، سخاوت میں حاتم، طوالتِ قامت میں عوج بن عنق ، موسیقی میں تان سین ، مردانگی میں محمد بن عالم ، جہالت میں ابوجہل ،شقاوت میں یزید، ذہانت میں فیضی ،خونریزی میں چنگیز، محسن کشی میں رہیلہ ، کثیرالازدواجی میں واجد شاہ ، سیاحت میں ابن بطوطہ، پختگیٔ ارادہ میں علاؤالدین خلجی، جہاد میں صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمۃ ،نشانہ بازی میں بہرام گور کسبِ حلال میں سلطان ناصرالدین ، رفاہِ عام میں شیرشاہ سوری، نازک دماغی میں تاناشاہ،غزوات میں محمود، حکمت میں لقمان،خوبصورتی میں یوسف علیہ السلام ، صبر میں ایوب علیہ السلام ، درازی عمر میں نوح علیہ السلام ،خاموشی میں زکریا علیہ السلام ، گریہ میں ایوب علیہ السلام ، رضا جوئی میں ابراہیم علیہ السلام ،غربت میں یحیٰ علیہ السلام حکومت میں سلیمان علیہ السلام ،خوش الحانی میں داؤد علیہ السلام ،صدق میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عدالت میں عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، حیاداری میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،شجاعت میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،فقہ میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،تصوف میں بایزید علیہ الرحمۃ ، بیان وفلسفۂ اسلام میں غزالی علیہ الرحمۃ ،شاعری میں انوری ، سعدی علیہ الرحمۃ ، فردوسی ،نعت گوئی میں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ ہی کیوں نہ ہو، موت بہر حال تمام کو آنی ہے۔ایک عربی شاعر نے کہا ہے۔

؎ یَاصَاحِبِیْ لَا تَغْتَرِرْ بِتَنَعُّمٍ   فَالْعُمُرُ یَنْفُذُوَالنَّعِیْمُ یَزُوْلُ

''اے میرے ساتھی ! دنیا کی نعمتوں سے دھوکہ نہ کھا ،عمر اور نعمتیں دونوں ختم ہو جائیں گے''

فَاِذَا حَمَلْتَ اِلَى الْقُبُوْرِ جَنَازَةً ۔ فَاعْلَمْ بِاَنَّكَ بَعْدَهَا مَحْمُوْلٌ

''پس جس وقت تو کوئی جنازہ قبروں کی طرف اٹھائے ،تو یقین جان لے کہ اس کے بعد تیرا جنازہ اٹھایا جائے گا''

موت سے گریز کہاں

ایک سوداگر نے اپنے ایک دوست سے، جو کشتی کا ملاح تھا پوچھا ''تمہارے والدِ بزرگوار نے کیسے وفات پائی؟'' ناخدا نے جواب دیا ''آپ خاص کر میرے والد کے متعلق کیوں پوچھتے ہیں؟ میرے تو سارے آباؤ اجداد ڈوب کر ہی مرتے آئے ،اس واسطے کہ صدہا پشتوں سے بحری جہاز رانی کا پیشہ ہمارے خاندان میں ہے'' سوداگر نے کہا ''کیا تم کو ڈر نہیں لگتا کہ تم بھی ایک دن باپ دادا کی طرح ڈوب کر ہی مرو گے؟'' ملاح نے کہا ''ڈر تو لگتا ہے مگر موت سے گریز و بھاگنا کہاں ، میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے آباؤ اجداد کہاں فوت ہوئے؟'' سوداگر نے کہا ''گھر میں اور کہاں'' ناخدا نے کہا ''آپ نہیں ڈرتے کہ اسی گھر میں آپ کو بھی ایک نہ ایک دن مرنا ہے''

آج ہماری غفلت کا یہ حال ہے کہ گویا موت ہمارے لئے نہیں، اوروں کے لئے ہے اور حقوق کی ادائیگی ہم پر نہیں ،دوسرے لوگوں پر ہی واجب ہے ۔مُردوں کے ساتھ قبرستان میں جاتے ہیں اور ان کو قبروں میں دفن کرنے کے بعد واپس آ کر ان کا مال ایسے اطمینان سے کھاتے ہیں کہ گویا ان کے بعد ہم نے دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے حالانکہ

موت سے کون بچا ہے کہ ہم بچ رہیں گے۔

اَیۡنَ مَاتَکُوۡنُوۡا یُدۡرِکۡکُّمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَۃٍ (القرآن)

''تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آئے گی، اگر چہ مضبوط قلعوں میں ہو'' (کنزالایمان)

زندگی کی حقیقت

ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ کسی جنگل میں چلا جاتا ہے۔ اس نے دیکھا کہ میرے پیچھے ایک شیر آرہا ہے۔ یہ بھاگا۔ جب تھک گیا تو دیکھا، آگے بڑا گہرا گڑھا ہے۔ اس نے جان بچانے کے لئے گڑھے میں کودنا چاہا مگر جب گڑھے کے اندر جھانکا، تو اس میں ایک اژدھا منہ کھولے بیٹھا تھا۔ اب یہ گھبرایا کہ کیا کرے؟ پیچھے شیر ہے۔ آگے اژدھا ہے۔ اچانک اسے ایک درخت کی ٹہنی نظر آئی، مگر جب ہاتھ ٹہنی کو ڈال کر لٹک چکا، تو اس نے دیکھا کہ اس ٹہنی کو دو سیاہ اور سفید چوہے کاٹ رہے ہیں۔ اب تو یہ بہت ڈرا کہ تھوڑی دیر میں یہ ٹہنی کٹ جائے گی اور میں مرجاؤں گا شیر و اژدھا کا لقمہ بن جاؤں گا۔ اتفاقاً درخت پر اسے ایک چھتا نظر پڑا اور یہ اس شہد کے پینے میں مشغول ہوگیا۔ نہ شیر کا خیال رہا، نہ اژدھا کا خوف اور نہ چوہوں کا ڈر۔ اچانک وہ ٹہنی جڑ سے کٹ گئی اور یہ گر پڑا اور شیر نے پھاڑ کر گڑھے میں گرادیا اور اژدھا نے اسے نگل لیا۔

(مخزن اخلاق)

جنگل سے مراد دنیا ہے اور شیر سے مراد موت ہے، جو پیچھے لگی ہوئی ہے اور گڑھا قبر ہے، جو آگے ہے اور اژدھا، بُرے عمل ہیں، جو قبر میں ڈسیں گے اور دو چوہے سیاہ اور سفید، رات اور دن ہیں اور درخت عمر ہے، جسے وہ کاٹ رہے ہیں اور شہد کا چھتا، دنیا کی فانی

لذات ہیں ،جن میں مشغول ہوکر انسان موت ،قبر اور سزائے اعمال بد سے غافل ہوجاتا ہے۔ پھر اچانک موت آجاتی ہے اور بجز ندامت وحسرت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

موت سے ڈرتا ہے کون؟

سلیمان بن عبدالملک نے ایک مرتبہ حضرت ابوحازم علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ ہم مرنے سے ڈرتے کیوں ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ اس لئے کہ تم نے دنیا آباد کرلی اور عاقبت برباد کردی۔ پس آبادی سے نکل کر ویرانے کو جانے کے لئے کس کا دل چاہتا ہے؟ سلیمان نے پھر پوچھا کہ قیامت کے دن خدا کے سامنے پیش ہونے کی کیا صورت ہوگی؟ تو آپ نے جواب دیا کہ نیک آدمی تو یوں پیش ہوگا، جیسے کوئی گم شدہ آدمی گھر لوٹے اور گھر والوں سے خوشی خوشی ملے اور بُرے آدمی کی مثال یوں ہوگی، جیسے کوئی بھاگا ہوا غلام پکڑا جائے اور اسے اس کے آقا کے حضور پیش کیا جائے اور وہ لرزتا کانپتا ہوا اور ڈرتا ہوا پیش ہو۔ (روض الفائق)

موت معالجین کے دروازے پر

بسل مات ارسطاطالیس وافلاطون بافلیج ولقمان بسرسام وجالینوس بطونا

یعنی ارسطو مرض سِل (ٹی بی) سے مرا ،افلاطون فالج سے ، جالینوس اسہال سے اور لقمان علیہ السلام سرسام سے فوت ہوئے۔ حالانکہ یہ لوگ انہی امراض کے خصوصی اور ماہر ترین معالج تھے۔ جب موت سے مفر نہیں، تو تیاری سے غفلت کیوں؟

موت سے شکایت

کہ وہ اچانک آتی ہے، ناحق ہے، کیوں کہ موت تو سب جگہ موجود ہے۔

ہر وقت ہر بہانے آتی ہے۔ ہمیشہ آنے سے قبل خبردار کرتی ہے۔ کبھی بیماری سے، کبھی بڑھاپے سے، کبھی کسی میت کی آنکھیں ہمارے ہاتھوں سے بند کروا کر، کبھی ہمارے ہی ہاتھوں میت کو غسل دلوا کر، کبھی جنازہ پڑھوا کر، کبھی جنازہ کی چارپائی ہمارے ہی کاندھوں پر رکھوا کر، کبھی میت کو لحد میں اتروا کر، غرضیکہ ہم سب یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ ہم نے مرنا ہے اور مرنے کا وقت جو معین ہے، وہ ہمیں معلوم بھی نہیں۔ اس کے باوجود ہمارے اعمال ایسے گندے کہ (الامان والحفیظ) دل مردہ، نگاہ غلط، زبان دروغ گوئی میں مگن، پیٹ میں حرام، جسم طبلے کی تھاپ پر رقاص، جائز و ناجائز طریقوں سے دولت سمیٹنے میں مصروف، گویا ہر شخص نے یہ ہی سمجھ رکھا ہے کہ

خداوندا ہم تیرے ہے
مرنے کو اور بہتیرے

ملک الموت کی شکل

حضرت ابراہیم **علیہ السلام** نے ملک الموت سے فرمایا "تم جس صورت پر فاجر لوگوں کی روح قبض کرتے ہو وہ مجھے دکھاؤ؟" تو انہوں نے عرض کیا "آپ اس کا تحمل نہ فرما سکیں گے۔" حضرت ابراہیم **علیہ السلام** نے فرمایا "نہیں میں تحمل کر لوں گا" آپ نے چہرہ مبارک دوسری طرف پھیر لیا۔ اس کے بعد حضرت عزرائیل **علیہ السلام** نے عرض کی "اب دیکھ لیجئے۔" آپ نے جب اوپر نظر کی تو ایک نہایت ہی کالا آدمی (دیو شکل) بال بہت بڑے کھڑے ہوئے، نہایت سخت بدبودار کالے کپڑے، منہ اور ناک سے آگ کی لپٹیں نکل رہی تھیں، یہ حالت دیکھ کر غش آ گیا، بڑی دیر کے بعد افاقہ ہوا، تو ملک الموت پہلی صورت پر تھے۔ آپ نے

فرمایا'' اگر فاجر شخص کے لئے دوسری آفت نہ بھی ہو تو تمہاری یہ صورت ہی اس کی موت کے لئے کافی ہے۔'' پھر فرمایا۔

'' اب نیکوں کی روح نکالنے والی صورت بھی دکھاؤ؟'' تو آپ نے دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت جوان، نہایت نفیس لباس پہنے ہوئے، خوشبوئیں مہکتی ہوئیں، سامنے ہے۔ حضرت ابراہیم **علیہ السلام** نے فرمایا'' مومن کے لئے اگر مرتے وقت اس صورت کے علاوہ کوئی اور فرحت افزا چیز نہ ہو تو بھی یہ صورت ہی کافی ہے۔''

آپ ملک الموت کو کس صورت میں دیکھنا چاہتے ہیں! یقیناً فرحت افزا شکل میں، تو پھر گناہوں سے توبہ نصوحہ کرنے میں غفلت نہ کیجئے۔ آج ہی سنتِ مصطفیٰ ﷺ کے مظہر و داعی اور صراطِ مستقیم کے راہی بن جائیے۔

اچھی موت کا راز

روایت میں ہے کہ ملک الموت نمازوں کے اوقات میں آدمیوں کی جستجو کرتے اور خبر رکھتے ہیں، جس شخص کو اوقاتِ نماز کا اہتمام کرنے والا پاتے ہیں، تو بوقتِ موت شیطان کو اس سے ہٹا کر خود ہی مختصر کلمہ طیبہ کی تلقین کرتے ہیں بلکہ پہلے ہی موت کی اس کو اطلاع کر دیتے ہیں۔

چنانچہ ایک شخص بیان کرتے ہیں کہ میں ممشاد دینوری کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک فقیر آیا اور کہنے لگا کہ یہاں کوئی پاک صاف جگہ ہے، جہاں کوئی وفات پائے۔ انہوں نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا، جہاں پانی کا ایک چشمہ بھی تھا۔ وہ اس کے قریب گیا، وضو کیا، نماز پڑھی اور پاؤں پھیلا کر لیٹ گیا اور وفات پائی۔ اس قسم کے

سینکڑوں اللہ والوں کے واقعات معتبر کتب میں موجود ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بھی آج ہی موت اور قبر کی تیاری کریں تا کہ مومنوں والی موت مریں۔قرآن کریم میں ہے۔

وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

''اور ہرگز نہ مرنا،مگر مسلمان'' (کنزالایمان)

مرضی کی موت

علی ابن سہیل اپنے وقت کے بہت بڑے بزرگ تھے۔ایک دن اپنے مریدین اورمعتقدین کے حلقہ میں کہنے لگے کہ میں تم لوگوں کی طرح نہیں مروں گا کہ پہلے بیمار ہوں اور پھر بیماری کی تکلیفیں وغیرہ اٹھاؤں بلکہ اس طرح مروں گا کہ جیسے ہی میری طلبی کا وقت آئے گا، میں لبیک لبیک کہتا ہوا خود موت کو قبول کرلوں گا۔
یہ واقعہ گذرے ہوئے چند ہی دن ہوئے تھے کہ ایک دن اچانک انہوں نے لبیک لبیک کہتے ہوئے آنکھیں بند کرلیں۔جب تک لوگ متوجہ ہوئے ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرچکی تھی۔

شاندار موت

ایک شخص نے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی آخری بیماری میں خواہش اور تمنا پوچھی تو وہ کہنے لگے کہ بس ایک خواہش باقی رہ گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ اب جس کے سامنے مجھے حاضر ہونا ہے، اگر مجھے یقین ہوجاتا کہ وہ وقت آپہنچا ہے تو یہ عرض کرتا کہ آپ ہی کے ڈر نے مجھے بیمار ڈال دیا ہے اور آپ ہی کی

زیارت کے شوق میں جل جل کر خاک ہو گیا۔ آپ ہی کی محبت نے مجھے گھلا کر دبلا کر دیا اور آپ ہی نے اب تک مجھے زندگی عطا کر رکھی ہے، کہتے کہتے بیہوش ہو گئے۔ پورے ایک دن اور ایک رات کے بعد جب کچھ افاقہ ہوا، تو کسی نے وصیت کی التجا کی، مگر آپ نے یہ کہہ کر سب کو خاموش کر دیا کہ اب میرے پاس وقت نہیں ہے۔

کچھ دیر یوں ہی سکوت میں گذری تھی کہ روح مبارک اس جسم کو چھوڑ کر اعلیٰ علیین کو پہنچ گئی۔ جب چادر سے چہرہ ڈھانکا جانے لگا تو وہاں پر موجود سب لوگوں نے دیکھا کہ نہایت سبز روشنائی سے یہ الفاظ ان کی پیشانی مقدس پر چمک رہے تھے۔

"هٰذَا حَبِيْبُ اللّٰهِ مَاتَ فِىْ سَبِيْلِهٖ هٰذَا قَتِيْل"

"یہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے، جو اس کی راہ میں فوت ہوا ہے، یہ (اس کی محبت میں) مقتول ہے"

اور جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا، تو ہر طرف دھوپ پھیلے ہونے کے باوجود ابر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ان کی چارپائی پر سایہ کئے ہوئے تھے۔ یونہی حضور محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جنازہ مبارکہ پر نور کی بارش[1] نہ صرف تمام مکاتبِ فکر کے لوگوں نے دیکھی بلکہ نورانی بوندیں کیمرہ میں بھی منعکس ہوئیں۔ خداوند قدوس اس چشتی فقیر کو بھی تا دم زیست حدیثِ رسول ﷺ کی خدمت کی توفیق دے اور اس کے تصدق خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین ثم آمین

---

[1] الحمد للہ! بندہ ناچیز اس جنازہ میں شامل تھا اور یہ تمام مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے (فانی)

باب

برزخ

وَمِنْ وَّرَآءِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ (القرآن)

''اوران کے آگے ایک آڑ ہے اس دن تک، جس میں اٹھائے جائیں گے''

قبر کیا ہے؟

حیاتِ فانی اور حیاتِ جاودانی کے درمیان جو مقام حائل وحاجب ہے، اس کا نام برزخ ہے۔ اسی درمیانی منزل (برزخ) کا نام قبر ہے، خواہ وہ مٹی کے اندر ہو یا دریا کی گہرائی میں یا کسی درندے کے پیٹ میں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَاَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْر

''بیشک اللہ تعالیٰ انہیں اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں''

ظاہر ہے یہ اٹھایا جانا صرف انہیں مُردوں کے لئے مخصوص نہیں، جو خاک کے اندر دفن ہیں بلکہ ہر میت کے لئے ہے خواہ وہ کسی حالت اور کسی مقام پر ہو۔ لہٰذا قبر ہر اس مقام کا نام ہے، جہاں مرنے کے بعد جسمِ خاکی نے جگہ حاصل کی ہو۔ چنانچہ ابن حزم ظاہری فرماتے ہیں:۔

کُلُّ مَکَانٍ اِسْتَقَرَّتْ فِیْہِ النَّفْسُ اِثْرَ خُرُوْجِھَا مِنَ الْجَسَدِ فَھُوَ قَبْرٌ لَھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ

''روح جسم سے نکلنے کے بعد جہاں ٹھہرے گی، وہ جگہ قیامت تک اس کی قبر ہوگی''

قبر کا امتحان

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب میت کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے، تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، جو اس کو بٹھا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے "میرا رب اللہ ہے۔" وہ پوچھتے ہیں "تیرا دین کیا ہے؟" وہ کہتا ہے "میرا دن اسلام ہے۔" وہ دریافت کرتے ہیں" تو اس ذات (حضور ﷺ) کے متعلق کیا عقیدہ رکھتا ہے، جو تمہاری طرف مبعوث فرمائے گئے۔" پس وہ کہتا ہے کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ فرشتے پوچھتے ہیں" تجھے کس طرح معلوم ہوا؟" وہ کہتا ہے" میں نے کتاب اللہ کو پڑھا، اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی"۔ پس یہ ہے وعدہ اللہ تعالیٰ کا کہ:۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (الآية)

"اللہ تعالیٰ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو"

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، پھر آسمان سے ندا دینے والا ندا دیتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے۔ اس کے لئے قبر میں جنتی فرش بچھاؤ۔ اس کو جنتی لباس پہناؤ اور اس کے لئے جنت کی طرف سے دروازہ کھول دو۔ پھر اس کو جنت کی خوشبوئیں اور پاکیزہ ہوائیں پہنچتی ہیں اور اس کی قبر میں حدِّ نگاہ تک وسعت پیدا کر دی جاتی ہے۔

کافر کا امتحان

پھر آپ نے کافر کی موت کا ذکر کیا اور فرمایا، اس کی روح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا دیتے ہیں اور

کہتے ہیں ''تیرا رب کون ہے؟'' وہ کہتا ہے ''افسوس! افسوس! میں نہیں جانتا''۔ پھر وہ استفسار کرتے ہیں ''تیرا دین کیا ہے؟'' وہ کہتا ہے ''افسوس! افسوس! میں نہیں جانتا'' پھر استفسار کرتے ہیں ''یہ شخص جو تم میں بھیجے گئے تھے یہ کون ہیں؟'' وہ کہتا ہے ''افسوس! افسوس! میں نہیں جانتا۔'' پھر آسمان سے آواز دینے والا آواز دیتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ اس نے تکذیب کی اور غلط بیانی کی۔ اس کو دوزخی بچھونا اور دوزخی لباس دیدو اور اس کے لئے آگ کی طرف سے ایک دروازہ کھول دو تا کہ اسے دوزخ کی گرمی اور زہریلی ہوا پہنچتی رہی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اس پر قبر کو تنگ کر دیا جاتا ہے، حتی کہ اس کی پسلیاں آپس میں ایک دوسرے میں داخل ہو جاتی ہیں۔ پھر اس پر ایک اندھا اور بہرا فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے، جس کے پاس لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے کہ اس گرز سے پہاڑ پر ضرب لگائی جائے، تو وہ خاک بن جائے۔ وہ فرشتہ اس گرز کے ساتھ اسے مارتا ہے، حتیٰ کہ وہ ضرب مشرق و مغرب کی تمام اشیاء کو سنائی دیتی ہے، سوائے جن اور انسانوں کے، پس وہ کافر خاک کی طرح ہو جاتا ہے۔ پھر اس کا بدن مکمل کر کے اور بکھرے ہوئے اجزاء جمع کر کے روح کو اس کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔ (یعنی حشر تک اس پر عذاب مسلسل ہوتا رہے گا)

(مشکوۃ باب عذاب القبر)

اثبات عذاب القبر

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

سَنُعَذِّبُهُم مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيمٍ

"جلد ہم انہیں دوبارہ عذاب کریں گے، پھر بڑے عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے۔" (کنزالایمان)

حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "دوبار عذاب سے مراد ایک مرتبہ دنیا میں اور ایک مرتبہ قبر میں اور عذابِ عظیم قیامت کا عذاب ہے۔" (تفسیر درمنثور)

ابن جزم ظاہری لکھتے ہیں:۔

كُلُّ مَيِّتٍ فَلَا بُدَّ لَهٗ مِنْ فِتْنَةٍ وَسُؤَالٍ وَبَعْدَ ذٰلِكَ سُرُوْرٌ اَوْ نَكَدٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَيُوْفَوْنَ حِيْنَئِذٍ اُجُوْرَهُمْ وَيَنْقَلِبُوْنَ اِلَى الْجَنَّةِ اَوِ النَّارِ

"ہر ایک مرنے والے کیلئے امتحان اور سوال کا ہونا ضروری ہے، جس کے بعد وہ قیامت تک یا تو سرور (خوشی) کی حالت میں ہوگا یا سختی میں رہے گا اور قیامت کے دن ہر شخص کو اس کے اعمال کی پوری پوری پاداش دی جائے گی۔ پھر وہ جنت یا جہنم کی طرف لوٹیں گے۔" (دعوت ارواح)

حضور ﷺ دو قبروں کے قریب سے گذرے اور فرمایا کہ ان کو عذاب ہو رہا ہے کسی اہم گناہ پر نہیں بلکہ ایک کو چغل خوری اور دوسرے کو پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے۔ کھجور کی چھڑی کے دو ٹکڑے فرما کر دونوں قبروں پر رکھ کر فرمایا کہ ان کی تسبیح سے عذابِ قبر میں تخفیف ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمتِ عالم ﷺ بنی نجار کے باغ کے قریب خچر شریف پر سوار تھے اور ہم آپ کے پاس تھے، اتنے میں خچر شریف بدکا۔ معلوم ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کو نیچے اتار دے۔ اتنے میں چار پانچ یا چھ قبریں نظر آئیں۔ آپ نے پوچھا "کوئی ان قبروں والوں کو جانتا ہے؟" ایک شخص بولا "میں

جانتا ہوں'' فرمایا'' کب فوت ہوئے؟'' بولا'' شرک میں۔'' فرمایا'' میری امت قبروں میں آزمائی جاتی ہے۔''

فائدہ :۔ قرآن وحدیث کی اس وضاحت سے ثابت ہوا کہ عذابِ قبر برحق ہے اور اس کا انکار نصوصِ قطعیہ کا انکار ہے۔

فائدہ :۔ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ قبر سے مراد برزخ ہے لہٰذا جو عذاب کا مستحق ہوتا ہے، اسے برزخ (قبر) میں حسبِ استحقاق عذاب ضرور بھگتنا پڑتا ہے، خواہ دفن ہو یا نہ۔ مثلاً درندے کھا جائیں یا آگ میں جل کر راکھ ہو جائے اور اس کی راکھ ہوا میں اڑا دی جائے، پھانسی کے تختے پر لٹکا رہے یا سمندر میں ڈوب جائے، اصل قبر برزخ ہے، جہاں روح اور جسم دونوں پر عذاب یا راحت برحق ہے۔

برزخ کا نمونہ

حق تعالیٰ نے ہمیں اپنی ہدایت ومہربانی سے دنیا میں بھی برزخ کا ایک نمونہ دکھایا ہے۔ یعنی سونے والے کی حالت کہ خواب میں جو مسرت یا تکلیف براہِ راست روح کو ہوتی ہے وہ روح کی وساطت سے بدن کو بھی محسوس ہوتی ہے اور بدن اس سے متاثر ہوتا ہے بلکہ کبھی یہ تاثیر اتنی قوی ہوتی ہے کہ مشاہدے میں بھی آجاتی ہے۔ مثلاً کسی نے خواب دیکھا کہ کوئی اسے مار رہا ہے۔ وہ چیخ رہا ہے۔ جب بیدار ہوا، تو چوٹ کا نشان جسم پر موجود پایا یا خواب میں دیکھا کہ میں نے کوئی چیز کھائی، پھر بیدار ہو گیا تو اس کا ذائقہ اب تک محسوس کر رہا ہے، بلکہ بھوک وپیاس بھی جاتی رہی۔ بعض دفعہ تو خواب دیکھنے والا خواب ہی میں کھڑا ہو جاتا ہے اور بیدار شخص کی طرح مارتا پکڑتا

دیکھتا ہے حالانکہ وہ نیند میں ہوتا ہے اور ہماری ہر بات سے بے خبر، کیونکہ روح متاثر ہوئی تو اس نے بدن سے باہر رہ کر بدن سے مدد مانگی۔ ظاہر ہے کہ اگر روح بدن میں داخل ہو جاتی تو بیدار بھی ہوتا اور ہر بات کو محسوس بھی کرتا۔ پھر بوقتِ نوم روح کی جسم سے نامکمل علیحدگی (جو کہ قرآن کریم سے ثابت ہے) سے روح پر وارد شدہ تاثرات سے بدن کو متاثر کر سکتی ہے تو برزخ میں روح کو جسم سے اگرچہ تجرد تام بھی حاصل ہو، پھر بھی بدرجہ اولیٰ جسم کو متاثر کر سکتی ہے۔

ایک وہم کا ازالہ

برزخ میں روح کا جسم سے تجردِ تام کلیۃً نہیں، بعض کو تو برزخ میں وہ حیات حاصل ہے کہ اس حیاتِ دنیاوی حقیقی اور حسّی سے بھی افضل ہے، جو روح اور جسم کے اختلاط سے حاصل ہوتی ہے۔

قبر میں زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مرقد کی پہلی شب ہے دولہا کی دید کی شب

اس شب پہ عید صدقے اس کا جواب کیسا

قارئین کرام!

فرشتے قبر میں تیسرا سوال یہ کرتے ہیں "مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ" شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ "اشعۃ اللمعات" میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ ھٰذا الرجل سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہے۔ معلوم ہوا، قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ شیخ

صاحب شرح مذکور بالا میں فرماتے ہیں:

یا با حضار ذات شریف وے درعیاں بایں طریق کہ در قبر مثالے از حضرت وے ﷺ حاضر ے ساختہ باشد تا بمشاہدہ جمال جاں افزائے او عقدہ اشکال کہ درکار افتادہ کشادہ شود وظلمت فراق بنور لقائے دلکشائے او روشن گردد و دریں جا بشارتیست مر مشتاقانِ غمزدہ را کہ برامید ایں شادی جاں دہند و زندہ در گور روند جائے آں دارد۔ (اشعة اللمعات، ۱۱۵)

"قبر میں حضور ﷺ وجود مثالی کے ساتھ فرشتوں کی عرض کرنے پر ظہور فرماتے ہیں، جس سے نہ صرف (مومن) کی قبر کے تمام مشکلہ مراحل حل ہو جاتے ہیں بلکہ ملاقات (حبیب) کے نور سے جدائی کے تمام اندھیرے چھٹ جاتے ہیں اور قبر نور" علیٰ نور بن جاتی ہے اور یہ (لقائے حبیب ﷺ) غمزدہ مشتاقانِ دید کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے اور اس خوشی کی امید پر اگر جان دے دیں اور زندہ قبروں میں بھی چلے جائیں، تو یہ سودا مہنگا نہیں"

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا بِزِيَارَةِ حَبِيْبِكَ الْكَرِيْمِ

امین ثم امین

قسطلانی شرح بخاری جلد نمبر ۳ کتاب الجنائز میں ہے:۔

فَقِيْلَ يُكْشَفُ لِلْمَيِّتِ حَتّٰى يَرَى النَّبِيَّ ﷺ وَهِيَ بُشْرٰى عَظِيْمَةٌ" لِلْمُؤْمِنِ اِنْ صَحَّ

"کہا گیا ہے کہ میت سے حجاب اٹھا دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ نبی کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے اور مسلمان کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے، اگر نصیب ہو"

باب

موت کے بعد زندگی

قارئین کرام!

گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکا کہ موت فناءِ محض نہیں، ہاں موت انسان کو عالم دنیا سے عالم برزخ میں پہنچا دیتی ہے اور عالم برزخ میں انسان ایک خاص قسم کی زندگی کے ساتھ زندہ رہتا ہے۔ چنانچہ صالحین کی برزخی زندگی کی شہادت تو قرآن کریم میں بھی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

"مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً"

"جو اچھا کام کرے، مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے" (کنز الایمان)

تفسیر کبیر میں ہے:۔

اِنَّ هٰذِهِ الْحَيَاةَ الطَّيِّبَةَ اِنَّمَا تَحْصُلُ فِى الْقَبْر

"یہ پاکیزہ زندگی یقیناً قبر میں ہی حاصل ہوگی"

اور تفسیر روح المعانی میں ہے:۔

هِىَ حَيَاةٌ تَكُوْنُ فِى الْبَرْزَخِ فَقَدْ جَاءَ الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ

"یہ زندگی برزخ میں ہوگی، جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے، قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا"

ظاہر ہے کہ اگر قبر میں زندگی نہیں تو پھر قبر کے جنت یا جہنم ہونے کا کوئی معنی ہی نہیں رہتا۔ اس تفصیل سے واضح ہوا کہ حیاتِ برزخی برحق ہے لیکن اس کو سمجھنے کے لئے حیاتِ روح اور اس روح کا عالمِ برزخ میں جسم کے ساتھ تعلق کا جاننا لازمی ہے۔

حیاتِ روح

واضح رہے کہ روحیں سب کی زندہ ہیں، البتہ حسب مراتب بعض مقید، بعض معذب، بعض مسرور و شادمان اور بعض حیاتِ دینوی کی طرح متصرف و مختار [1] اور جنت کی نعمتوں سے محظوظ و متلذذ۔

روح کا جسم کے ساتھ تعلق

روح کے جسم کے ساتھ پانچ قسم کے تعلقات ہیں اور ہر تعلق کا حکم جُدا گانہ ہے۔

۱:۔ رحم مادر میں جنین کے ساتھ روح کا تعلق۔ ۲:۔ جسم کے دنیا میں آنے کے بعد۔

۳:۔ حالتِ نیند میں جسم سے روح کا ایک قسم کا تعلق بھی ہے اور مفارقت بھی۔

۴:۔ موت کے بعد اگرچہ روح جسم سے علیحدہ بھی ہو، پھر بھی ایک قسم کا تعلق ضرور رہتا ہے، جیسا کہ احادیث کریمہ میں مردہ کو سلام کرنے اور اس کا جواب دینے اور

[1] مفسرِ قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں:۔ اللہ تعالیٰ شہداء کی روحوں کو جسموں کی قوت دیتا ہے۔ وہ زمین و آسمان اور جنت میں جہاں چاہیں جاتے ہیں اور وہ اپنے دوستوں کی امداد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ انشاء اللہ (تفسیر مظہری) فانی

وہاں سے گذرنے والوں کے جوتوں کی آواز سننے کے ذکر سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ روح کا جسم سے تعلق ہے۔

۵۔ وہ تعلق جو حضرت اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکنے کے بعد ہوگا، جو سب سے گہرا اور مکمل تعلق ہوگا کہ جس کے سامنے پہلے چاروں قسم کے تعلق ہیچ ہوں گے۔ جس کے ہوتے ہوئے نہ موت آئے گی، نہ نیند، نہ بدن میں کسی قسم کا تغیر ہوگا۔

قبر میں روح کا جسم سے تعلق

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔

تُعَادُ رُوْحُهٗ فِیْ جَسَدِهٖ (ابوداؤد)

''میت کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے''

محدث کبیر ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں ''ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے : اِنَّ عَوْدَ الرُّوْحِ اِلٰی جَمِیْعِ اَجْزَائِهٖ ۔یعنی روح جسم کے تمام اجزاءِ بدن میں لوٹائی جاتی ہے''

سیدنا امام اعظم علیہ الرحمۃ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:۔

اِعَادَةُ الرُّوْحِ اِلَی الْعَبْدِ فِیْ قَبْرِهٖ حَقٌّ

''قبر میں بندے کی طرف روح لوٹایا جانا حق ہے''

سعید بن منصور نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن سے روایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت سلمان فارسی نے حضرت عبداللہ بن سلام سے ملاقات کی تو انہوں نے ان سے کہا کہ تم مجھ سے پہلے فوت ہوئے تو مجھے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا حال بتانا اور اگر میں تم سے

پہلے فوت ہو جاؤں تو پھر میں تم کو بتاؤں گا ،فرمایا'' یہ ملاقات کس طرح ہو گی؟''
حضرت عبداللہ بن سلام نے فرمایا'' بلاشبہ روح اپنے جسم سے نکلتی ہے، تو آسمان
وزمین کے درمیان ہوتی ہے، یہاں تک کہ وہ اپنے جسم کی طرف لوٹتی ہے''

(مومن کی قبر)

حیاتِ شہداء

جب عام لوگوں کے لئے موت کے بعد زندگی قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت ہوگئی ،تو شہید کی زندگی میں تو شک ہی نہ رہا۔ کیوں کہ شہید کا زندہ، مرزوق اور انعامات الہیہ سے مستفید ہونا تو نصوصِ قطعیہ سے صراحۃً ثابت ہے اور جب جہاد اصغر کے شہداء زندہ ہیں تو جہاد اکبر کے شہید یعنی اولیاء اللہ تو بدرجہ اولیٰ اس حیات کے مستحق ہیں

حیاتِ انبیاء

مذکورہ وضاحت کے بعد کوئی کور چشم ہی ہو سکتا ہے، جو حیات النبی ﷺ کا انکار کرے، جن کے نام پر جان دینے والے زندہ ہیں، تو جانِ ایمان، روحِ کائنات کیونکر مردہ ہو سکتے ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَأْکُلَ اَجْسَادَ الْاَ نْبِیَآءِ

''اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے جسموں کو کھانا، زمین پر حرام کر دیا ہے''

(**نوٹ**) یہاں حیاتِ انبیاء و اولیاء کی طرف ضمناً اشارہ کیا گیا ہے۔ اس موضوع پر علماءِ اہل سنت کی تحقیق آفتابِ نیم روز کی طرح روشن ہے۔ بڑے سے بڑے منکر کے لئے بھی غزالی زماں علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ کا رسالہ ''حیات النبی'' کافی وافی ہے۔

اس موضوع پر لکھی گئی کتب کا احصار تو شاید ناممکن ہی ہو۔

الحاصل حیات بعد الممات نہ صرف قرآن حدیث سے محقق ہے بلکہ بے شمار واقعات ایسے موجود ہیں کہ صدیاں گذر جانے کے باوجود بھی جسم تو جسم رہے، اللہ والوں کے کفن بھی ان کی قبور مبارکہ میں صحیح وسلامت ہیں۔

ملاحظہ ہوں موت کے بعد زندگی کے چند واقعات

قبر انور سے اذان کی آواز

جن دنوں لشکرِ یزید نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی، ان دنوں میں تین دن تک مسجد نبوی شریف میں اذان نہ ہو سکی۔ حضرت سعید بن المسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تین دن مسجد نبوی میں رہ کر گذارے۔ آپ فرماتے ہیں کہ نماز کے وقت ہو جانے کا مجھے کچھ پتہ نہ چلتا۔ مگر اس طرح کہ جب نماز کا وقت آتا تو قبرِ انور سے ایک ہلکی سی (اذان کی) آواز آنے لگتی۔ معلوم ہوا کہ ہمارے رسول ﷺ قبرِ انور میں بھی زندہ ہیں۔

(مشکوٰۃ شریف، الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۱۳۲)

قبر میں نماز

بیہقی نے تین مختلف سندوں سے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

مَرَرْتُ عَلیٰ مُوْسیٰ وَھُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ

''میں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا تو

وہ کھڑے قبر میں نماز پڑھ رہے تھے''

حضرت جبیر محدث نے قسم اٹھا کر بیان فرمایا کہ میں اور حمید طویل محدث نے جب حضرت ثابت بنانی [1] کو قبر میں اتارا اور ان کی لحد پر لوگ کچی اینٹیں جمانے لگے، تو ناگہاں ایک اینٹ ٹوٹ کر گر پڑی اور قبر کھل گئی، تو ہم دونوں نے یہ دیکھا کہ ثابت بنانی قبر کے اندر نماز پڑھ رہے ہیں۔ دنیا میں ان کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ پچاس برس تک نماز تہجد قضا نہیں ہوئی تھی اور ہر صبح کو رو رو کر یہی ایک دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! اگر تو کسی بندے کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت عطا فرمائے، تو مجھ کو بھی قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت عطا فرمانا۔ چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوگئی۔

(شرح الصدور)

قبر میں تلاوت

امام یافعی علیہ الرحمۃ نے ''روض الریاحین'' میں ایک بزرگ عالم کا حال لکھا ہے کہ میں ان کو قبر میں لٹا کر ان کی لحد پر کچی اینٹیں جما رہا تھا کہ اس قبر کے برابر میں ایک دوسری قبر کی اینٹیں ٹوٹ کر گر پڑیں اور قبر کھل گئی، تو میں نے دیکھا کہ ایک سفید ریش بزرگ قبر میں بیٹھے تلاوت کر رہے ہیں اور ان کے ہاتھ میں ایک قرآن مجید ہے، جو سنہرے کاغذ پر سونے کے حرفوں سے لکھا ہوا ہے۔ انہوں نے میری طرف نگاہ اٹھا کر فرمایا کہ تم پر خدا رحم کرے، کیا قیامت قائم ہوگئی ہے؟ میں نے عرض کی ''جی نہیں''، تو انہوں نے فرمایا کہ میری قبر کی گری ہوئی اینٹوں کو دوبارہ چن کر جما دو۔

---

[1] مشہور تابعی ہیں، ثابت نام ابو محمد کنیت نسباً قریش کی شاخ بنی سعد سے تھے، علمی اعتبار سے وہ بصرہ کے ممتاز علماء میں تھے۔ حافظ ذہبی انہیں امام وحجت لکھتے ہیں ۱۲۳ھ میں وفات پائی۔ فانی

چنانچہ میں نے جلدی جلدی ان کی قبر کی گری ہوئی اینٹیں جما کر قبر کو بند کر دیا۔ !

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بعد از وصال حج کرنا

صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

''میں موسیٰ علیہ السلام کو گھاٹی سے اترتا ہوا دیکھ رہا ہوں اور وہ گڑگڑاتے ہوئے تلبیہ کہہ رہے ہیں''

ام المومنین کی روضہ انور پر حاضری

احمد اور حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں اپنے حجرہ میں داخل ہو کر اوپر کے کپڑے یعنی برقعہ نما چادر اتار دیا کرتی تھی، اس خیال سے کہ یہاں کون ہے، یہاں میرے والد اور شوہر ہی تو مدفون ہیں، مگر جب حجرہ مبارک میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مدفون ہوئے، تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیا کی وجہ سے جب بھی اندر آتی تھی، تو کپڑا اوڑھ کر آتی تھی۔

آپ نے دیکھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح حیا کیا، جیسے وہ ان کی زندگی میں کیا کرتی تھیں۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ عام مردگان کو زیارت کنندگان کا علم ہوتا ہے، چہ جائیکہ مقرب لوگ

! حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ مومن کو قبر میں قرآن مجید دیا جاتا ہے، وہ تلاوت کرتا ہے۔
(شرح الصدور صفحہ نمبر ۱۰۶ مطبوعہ کراچی) فانی

اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،جن کی وفات بھی شہادت سے ہوئی۔

فرنگی کو جواب

جب شہر منصورہ پر یورپ کے فرنگیوں نے حملہ کیا تو فقیہ عبد الرحمٰن نوری قرآن شریف کی آیت

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا

پڑھ پڑھ کر مجاہدین میں جہاد کا جوش و جذبہ پیدا کر رہے تھے۔ تقدیر سے مسلمانوں کو اس محاذ پر شکست ہوگئی اور فقیہ عبد الرحمٰن نوری شہید ہو گئے۔ ایک فرنگی آپ کی لاش پر نیزہ مار کر بولا "اے مسلمانوں کے خطیب! تم تو کہا کرتے تھے شہید زندہ ہیں، تمہارا یہ اعلان کہاں گیا؟" فرنگی کے منہ سے ابھی یہ جملہ نکلا ہی تھا کہ یکدم فقیہ عبد الرحمٰن نوری نے اپنا سر اٹھایا اور دو مرتبہ بلند آواز سے فرمایا "ہاں ہاں ربِّ کعبہ کی قسم! ہم لوگ زندہ ہیں" فرنگی یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور اس نے آپ کے سر مبارک کو بوسہ دیا اور آپ کی مقدس لاش کو شہر میں لے گیا اور وہاں آپ کا مزار بنایا۔ (شرح الصدور)

اچھی تیاری

تاریخ ابن النجار میں خود مرتب ناقل ہیں کہ وہ ایک دفعہ کسی مردے کو نہلا رہے تھے۔ اسی دوران اس میّت نے دونوں آنکھیں کھول دیں اور ان کے ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا "اے ابو احمد! دنیا سے ذرا اچھی طرح تیاری کر کے آنا"

نرالا وقت انوکھی بات

ابو نعیم علیہ الرحمۃ نے حضرت ربعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل

کیا ہے کہ ہم چار بھائی تھے، جن میں بڑے بھائی ہم سب میں نماز روزہ میں فائق تھے۔ ان کے انتقال کے بعد ہم لوگ جنازہ کے قریب ہی بیٹھے تھے کہ اچانک انہوں نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا اور صاف لفظوں میں بڑی تیزی سے کہنے لگے کہ السلام علیکم، اللہ تعالیٰ میرے ساتھ بڑے رحم و کرم اور بڑے انعام و اکرام سے پیش آیا اور آنحضرت ﷺ میری نماز جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔[1] لہذا جلدی انتظام کرو۔ یہ قصہ کسی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جا کر نقل کر دیا تو آپ نے حضور اکرم ﷺ کی حدیث شریف سنائی، جس کا مفہوم یہ ہے کہ میری امت میں ایک شخص ایسا پیدا ہوگا جو مرنے کے بعد بات کرے گا۔

مردے کی مسکراہٹ

قیشری کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد الرحمٰن اسلمی سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے منصور بن عبداللہ سے سنا، انہوں نے مصر میں ابو جعفر بن قیس سے سنا، انہوں نے ابو سعید خزاز سے سنا، فرماتے ہیں میں مکہ میں تھا۔ ایک دن باب بنی شیبہ سے گزر رہا تھا کہ ایک خوبصورت نوجوان کو مردہ پایا۔ میں نے جب اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو وہ مسکرایا اور کہا "اے ابو سعید! تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے دوست خواہ

---

[1] امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں ان تمام نقول اور احادیث سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ نبی کریم ﷺ اپنے جسم مبارک اور روح اقدس کے ساتھ زندہ ہیں اور بیشک حضور اکرم ﷺ اطراف ارض اور ملکوتِ اعلیٰ میں جہاں چاہتے ہیں سیر اور تصرف فرماتے ہیں۔

(تنویر الحلکہ صفحہ نمبر ۱۹) فانی

مر چکے ہوں، زندہ ہوتے ہیں۔ وہ صرف ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کردیئے جاتے ہیں''

(رسالہ قشیریہ)

دو باغ

عہدِ فاروقی میں ایک نوجوان عابد تھا۔ امیر المومنین اس سے بہت خوش تھے۔ دن بھر مسجد میں رہتا۔ بعد عشاء باپ کے پاس جاتا۔ راستہ میں ایک عورت کا مکان تھا، جو اس پر عاشق ہوگئی، ہمیشہ اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتی، جوان نظر تک نہ کرتا ایک شب قدم نے لغزش کی، ساتھ ہولیا۔ دروازے تک گیا۔ جب اندر جانا چاہا تو خدا یاد آیا اور بیساختہ یہ آیت کریمہ زبان سے نکلی:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ

''بے شک وہ جو ڈر والے ہیں، جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے، ہوشیار ہو جاتے ہیں۔ اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔'' (کنزالایمان)

آیت پڑھتے ہی غش کھا کر گرا۔ عورت نے کنیز کے ساتھ اٹھا کر اس کے دروازے پر ڈال دیا۔ باپ منتظر تھا کہ لڑکے کے آنے میں دیر ہوگئی۔ دیکھا تو دروازے پر بے ہوش پڑا ہے۔ گھر والوں کو بلوا کر اندر اٹھوایا۔ رات گئے تک ہوش آیا۔ باپ نے حال پوچھا ''کیا خبر ہے؟'' بیٹے نے سارا ماجرا عرض کردیا، باپ بولا ''جان پدر! وہ آیت کونسی ہے؟'' جوان نے پھر پڑھی، پڑھتے ہی غش آیا۔ جنبش دی۔ مردہ پایا۔ رات ہی کو نہلا کفنا کر دفن کردیا۔ صبح کو امیر المومنین نے خبر پائی۔ باپ سے تعزیت اور خبر نہ کرنے

کی شکایت فرمائی۔ عرض کی ''یا امیر المؤمنین ! رات تھی'' پھر امیر المؤمنین چند آدمیوں کو لے کر قبر پر تشریف لے گئے اور اس نوجوان کا نام لے کر پکارا، اے نوجوان! وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ''جو اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے کا ڈر کرے، اس کے لئے دو باغ ہیں'' جوان نے قبر میں سے جواب دیا ''اے عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ! مجھے میرے رب نے یہ دولت عظمیٰ جنت میں دو بار عطا فرمائی''

(کنز العمال جلد اول صفحہ ۲۶۷)

مُردوں سے انٹرویو

حضرت سعید بن میبب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کے زمانہ خلافت میں مدینہ منورہ کے ایک قبرستان میں گیا ہوا تھا۔ حضرت علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے سلام پڑھ کر اچانک آواز بلند کی ''اے قبرستان والو! ہم تمہیں اپنی دنیا کی خبریں بتادیں یا تم لوگ اپنے یہاں کے حالات سناؤ گے'' حضرت علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے ان کلمات کا جواب صاف انداز میں ملا ''اے امیر المؤمنین ! وعلیکم السلام ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ پہلے آپ ہمیں بتائیے کہ ہمارے بعد کیا کیا ہوا ؟'' امیر المؤمنین نے جواب دیا '' تمہاری بیویوں کا نکاح ثانی ہو گیا۔ تمہارا مال بٹ گیا۔ تمہارا مکان جسے تم بہت ہی مضبوط خوشنما بنا کر آئے تھے تمہارے دشمنوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ یہ تو ہمارے ہاں کی خبریں تھیں، تم ہمیں اپنے یہاں کی خبریں سناؤ'' اس کے جواب میں ایک میت بولی ''کفن پارہ پارہ ہو گئے۔ بال بکھر گئے۔ بدن کی کھالیں ریزہ ریزہ ہو کر خاک میں مل گئیں۔

آنکھیں بہہ بہہ کر گالوں پر آ گئیں ۔ نتھنوں سے پیپ ٹپک رہی ہے، جو آگے بھیجا تھا وہ ہمیں مل گیا۔ جو پیچھے چھوڑ آئے وہ نقصان میں ہے'' (ابن عساکر و حاکم)

بدن اور کفن

ابوالحسن بن زاغونی سے منقول ہے کہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کی وفات کے دو سو تیس برس بعد آپ کی قبر کے پہلو میں جب ابو جعفر بن ابو موسیٰ کے لئے قبر کھودی گئی، تو اتفاق سے آپ کی قبر کھل گئی تو لوگوں نے دیکھا کہ دو سو تیس سال کی مدت دراز گزر جانے کے باوجود امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کا کفن صحیح وسالم اور آپ کا بدن سلامت اور بالکل تازہ ہے۔ (طبقات شعرانی وغیرہ)

حضرت دانیال علیہ السلام

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نبی حضرت دانیال علیہ السلام نے رب سے یہ دعا کی کہ انہیں محمد ﷺ کی امت دفن کرے۔ چنانچہ جب ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قلعہ تستر فتح کیا، تو انہوں نے حضرت دانیال علیہ السلام کو انؑ کے تابوت میں اس حال میں پایا کہ ان کے تمام جسم اور گردن کی رگوں میں خون برابر گردش کر رہا تھا'' (البدایہ والنہایہ)

حضور نبی کریم ﷺ کے والد گرامی کا جسد اطہر

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی توسیع کے سلسلہ میں کی جانے والی کھدائی کے دوران آنحضرت ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا جسد مبارک، جس کو دفن کئے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا

ہے۔ بالکل صحیح وسالم حالت میں برآمد ہوا۔ علاوہ ازیں صحابی رسول حضرت مالک بن سنان کے علاوہ چھ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے اجسادِ مبارکہ بھی اصلی حالت میں پائے گئے، جنہیں جنت البقیع میں نہایت عزت واحترام کے ساتھ دفنایا گیا جن لوگوں نے یہ منظر دیکھا، ان کا کہنا ہے کہ مذکورہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے چہرے نہایت تروتازہ اور اجسام اصلی حالت میں تھے۔

(فیوض الرحمن پارہ ۲۴ صفحہ ۲۴۹)

برزخی زندگی اور ایک ڈاکٹر کا قبول اسلام

۱۹۲۴ء میں شاہِ عراق کو مسلسل کئی دن خواب آتا رہا کہ آنحضرت ﷺ کے دو صحابہ ان سے کہتے ہیں کہ ہماری قبروں میں نمی آ گئی ہے اور ایک قبر میں دریائے دجلہ کا پانی رسنا شروع ہو گیا ہے۔ اس لئے ہمیں یہاں سے اٹھا کر سلمان پاک (مدائن کا نیا نام) میں دفن کیا جائے۔ بادشاہ نے علماء کرام سے پوچھا تو سب نے بالاتفاق مشورہ دیا کہ قبریں کھول کر حال معلوم کیا جائے۔ شاہِ عراق نے اعلان کر دیا کہ عید الفطر کی نماز کے بعد دونوں قبریں کھولی جائیں گی۔ عربی کے اخبار الثغر میں یہ خبر شائع ہوئی اور جہاں جہاں مسلمان آباد تھے، وہاں وہاں سے اپیلیں اور درخواستیں آنی شروع ہو گئیں کہ تاریخ ایسی رکھی جائے، جس پر دوسرے ملکوں کے مسلمان بھی اس سعادت میں شریک ہو سکیں۔ چنانچہ تاریخ تبدیل کر دی گئی۔ مقررہ تاریخ پر جب دونوں قبروں کو کھودا گیا، تو واقعی ہر قبر کی لحد میں نمی تھی، لیکن دونوں صحابہ کرام جن میں سے ایک کا نام جابر بن عبداللہ اور دوسرے کا نام غالباً معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ

عنہما تھا، اسی انداز میں آسودہ لحد پائے گئے، جیسے انہیں شہادت کے بعد دفن کیا گیا تھا۔ کفن بالکل بوسیدہ تھا، جو ہاتھ لگانے سے بھر جاتا (کیونکہ شہید کو وہی لباس کفن دیا جاتا ہے، جسے پہنے ہوئے وہ شہادت پاتا ہے) لیکن جسم دونوں کے تروتازہ، زخم ہرے خونچکاں تھے اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اکی آنکھوں میں تو چمک ایسی تھی کہ ایک جرمن ڈاکٹر جو موقع پر موجود تھا، پہلے تو وہ حیرت میں گم رہا اور جب حیرت کم ہوئی تو اسی موقع پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذالك

پھر ان اجساد مطہرہ کو غسل دے کر سلمان فارسی کے روضے کے احاطہ میں نئی قبروں میں دفن کیا گیا۔ یہ واقعہ مسلسل کئی برس تک دنیا بھر کے اخباروں میں مختلف زبانوں میں شائع ہوتا رہا اور کلام الٰہی کی تائید کرتا رہا کہ ''جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوں ان کو مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں اور تم ان کی حقیقت سے واقف نہیں ہو۔'' کوئی مادہ پرست، کوئی منکرِ خدا کوئی دہریہ کوئی (بدعقیدہ عثمانی گروپ) بتائے کہ یہ کیسے ممکن ہوا؟ کیونکہ وہ شہید کو قبر میں زندہ نہیں مانتے۔ [1] روزنامہ نوائے وقت ۲۵ جنوری ۱۹۷۸ء

---

[1] مولانا خواجہ محمد یار فریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہل سنت و جماعت کے مایہ ناز خطیب اور خواجہ فرید علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے۔ ۱۴ رجب المرجب ۱۳۶۷ھ کو لاہور میں انتقال ہوا۔ آپ کو ابتداءً مزار حضرت میاں میر علیہ الرحمۃ کے قریب بطور امانت دفن کیا گیا۔ ۱۴ سال بعد قبر کھود کر آپ کا صندوق گڑھی اختیار خان لاکر دفن کیا گیا۔ جہاں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ اسی امر کا ذکر آپ نے اپنے ایک شعر میں فرمایا تھا

وہ خاکسار ہوں برہم میرا مزار رہا

کہ خاک ہوئے بھی ہر ذرہ اشک بار رہا (روزنامہ جنگ ۲۳ مئی ۱۹۹۱ء)

باب

جنت کے باغیچے

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اچھے اچھے اعمال کا اپنے فضل وکرم سے بدلہ اور انعام دینے کے لئے آخرت میں جو شاندار مقام تیار کر رکھا ہے، اس کا نام جنت ہے۔ اسی کو بہشت بھی کہتے ہیں۔ اس کی عمارتیں اور محلات سونے چاندی کی اینٹوں اور نہایت خوشبودار مشک کے گارے سے بنی ہیں۔ بعض عمارتیں نور کی، بعض یاقوت سرخ اور بعض زمرد کی ہیں۔ زمین زعفران وعنبر کی ہے۔ اس کی کنکریاں موتی اور جواہرات ہیں۔ جگہ جگہ ریشمی کپڑوں کے خوبصورت ونفیس خیمے لگے ہیں۔ غرضیکہ ایسے حسین مناظر، جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی کے وہم وخیال میں ہے۔ مثالیں صرف سمجھانے کے لئے ہیں، ورنہ دنیا کی فانی چیزوں کو جنت کی ابدی نعمتوں سے کیا نسبت!

جنت کی نہریں اور چشمے

جنت میں شیریں پانی، شہد، دودھ، شراب کی نہریں بہتی ہیں۔ یہ چاروں نہریں ایک حوض میں گر رہی ہیں، جس کا نام حوضِ کوثر ہے اور چشموں کے نام یہ ہیں۔ کافور، زنجبیل، سلسبیل، رحیق، تسنیم۔

جنت کے باغات

جنت میں ہر طرف طرح طرح کے لذیذ اور دل پسند میووں سے پُر، گھنے شاداب سایہ دار درختوں کے باغات ہیں۔ جن کے ہر پتے پر کلمہ شریف لکھا ہوا ہے۔

اہلِ جنت کی عمریں

ہر جنتی خواہ بچپن میں فوت ہوا ہو یا بڑھاپے میں، ہمیشہ جنت میں اس کی عمر تیس برس کی محسوس ہوگی۔ نہ ان کی جوانی فنا ہوگی۔ نہ لباس پرانے ہوں گے۔ سر، پلکوں اور بھوؤں کے علاوہ بدن کے کسی حصہ پر بال نہ ہوں گے۔ سب بے ریش سرمگیں آنکھیں اور چاند کی طرح چمکتے چہرے مسرور وشادماں اور حمد کناں ہوں گے۔

جنت کی چند نعمتیں

جنت میں خدمت کے لئے ہزاروں صاف ستھرے غِلمان، عیش ونشاط کے لئے عورتیں اور جنت کی حوریں، جو اتنی حسین وجمیل کہ ان میں سے کوئی دنیا کی طرف جھانکے، تو اس کی چمک اور خوبصورتی سے سب لوگ بیہوش ہو جائیں۔ کھانے کے لئے قسماقسم کے میوے، پھل، اچھے اچھے کھانے، پینے کے لئے دودھ، شہد، پانی، شرابِ طہور، جن کی لذت، فرحت وسرور بیان سے باہر، بہشت میں نہ نیند، نہ بیماری، نہ کوئی ڈر، نہ غم وحزن، نہ کسی قسم کی کوئی تکلیف، نہ موت، بلکہ ہر طرح کا آرام ہوگا اور ہر خواہش پوری ہوگی۔ وہاں نجاست، گندگی، پیشاب، تھوک، رینٹھ، کان وبدن کا میل اصلاً نہ ہوں گے۔ اور ایک خوشبودار فرحت بخش ڈکار آئے گی۔ خوشبودار اور فرحت بخش پسینہ نکلے گا۔ سب کھانا ہضم ہو جائے گا۔ ڈکار اور پسینہ سے مشک کی سی خوشبو آئے گی۔ ہر وقت زباں پر قصد بلا قصد مثل سانس تسبیح وتکبیر جاری رہے گی۔

جنت میں نعمت عظمیٰ

جنت میں سب سے بڑھ کر نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔

اللهم ارزقنا زيارة وجهك الكريم بجاه حبيبك
الرؤف الرحيم عليه التحية والتسليم آمين ثم آمين

جنت کہاں ہے؟

زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ جنت ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔ کیوں کہ قرآن مجید میں ہے:۔

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوٰى

''سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہی جنت الماویٰ ہے''

جنتیں آٹھ ہیں

۱۔ دار الجلال ۲۔ دار القرار ۳۔ دار السلام ۴۔ جنت عدن ۵۔ جنت الماویٰ
۶۔ جنت الخلد ۷۔ جنت الفردوس ۸۔ جنت النعیم

مناظر جنت نما

قارئین کرام! بعض خوش نصیب ایسے ہوتے ہیں، جن کو قبر میں ہی جنت کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا جاتا ہے۔ جیسا کہ سید عالم ﷺ نے بھی فرمایا کہ مومن کی قبر جنت کا باغ ہے۔

ملاحظہ ہوں چند ایمان افروز، امید افزا، رحمت نما واقعات

قبر سے مشک کی خوشبو

امام قتادہ وغیرہ کے استاذِ حدیث عبداللہ بن غالب حدّانی علیہ الرحمۃ

۸۳۰ھ میں شہید کر دیئے گئے۔ دفن کے بعد ان کی قبر شریف کی مٹی سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ ان کے ایک بھائی کو خواب میں دیدار ہوا، تو پوچھا "بھائی! آپ کا کیا حال ہے؟" فرمایا "جنتی قرار دیا گیا" میں نے پوچھا "کون سے عمل کے باعث؟" فرمایا "ایمان کامل، تہجد اور گرمیوں کے روزوں کے سبب سے" پھر پوچھا "آپ کی قبر سے مشک کی خوشبو کیوں آ رہی ہے؟" جواب دیا "میری تلاوت اور روزوں میں پیاس کی خوشبو آ رہی ہے"

(شرح الصدور)

اسی طرح امام بخاری علیہ الرحمۃ کی قبر کی مٹی سے بھی مشک کی خوشبو آتی تھی۔ بار بار قبر پر مٹی ڈالی جاتی مگر لوگ خوشبو کی وجہ سے مٹی اٹھا لے جاتے۔ (رجال الحدیث)

قبر میں پھول

محدث ابن ابی الدنیا نے کتاب "الرقۃ والبکاء" میں تحریر فرمایا ہے کہ وراد عجلی محدث کی وفات کے بعد جب لوگوں نے ان کو قبر میں اتارا، تو دیکھا کہ پوری قبر میں بالکل تر و تازہ پھول بچھے ہوئے ہیں۔ کچھ لوگوں نے چند پھولوں کو اٹھایا، تو ستر دنوں تک وہ پھول بدستور تر و تازہ رہے اور بالکل نہیں مرجھائے۔ چنانچہ جب اس کا چرچا ہو گیا، تو اطراف و جوانب سے انسانوں کا بے پناہ ہجوم شہر میں ان پھولوں کی زیارت کے لئے آنے لگا۔ امیر شہر نے اس انسانی ہجوم سے خوف کھا کر ان پھولوں کو حکومت کے قبضے میں لے لیا۔ مگر گورنمنٹ ہاؤس میں پہنچتے ہی وہ پھول یک دم غائب ہو گئے اور کسی کو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کب اور کہاں غائب ہو گئے۔

(شرح الصدور)

ایک مجرم کی بخشش

ایک شخص تھے، جن کی کنیت دینار العیار، کے نام سے زیادہ مشہور تھی۔ یہ بہت فسق وفجور میں گرفتار رہتے تھے مگر ان کی والدہ بہت ہی پارسا اور خدا رسیدہ بزرگ تھیں ایک دن اتفاق سے دینار العیار کسی قبرستان کی طرف جا نکلے۔ وہاں انہیں کچھ ہڈیاں دکھائی دیں۔ یہ ہڈیاں اس قدر بوسیدہ ہو چکی تھیں کہ جہاں سے بھی چھوا جاتا۔ الگ ہو جاتی تھیں۔ اس منظر کے سامنے آتے ہی ان کے دماغ میں ایک زبردست انقلاب برپا ہو گیا لرز اٹھے۔ کانپنے لگے کہ ایک نہ ایک دن اپنا بھی یہی حشر ہونا ہے۔ بے ساختہ سجدے میں گر گئے اور توبہ واستغفار کرنے لگے۔ اس کے بعد جب گھر آئے تو بےقراری اور بڑھی۔ یہاں تک کہ توبہ کرتے کرتے چند روز کے اندر وہ بالکل نڈھال ہو گئے۔ ہر چند ماں نے اور عزیزوں، دوستوں نے سمجھانے کی کوشش کی مگر انہیں قیامت کے دن حضرت حق کے سامنے پیشی سوال وجواب اور عذاب دوزخ کے خوف نے ہلاک کر کے ہی چھوڑا۔ ان کا دم ٹوٹتے ہی شہر میں ان الفاظ کے ساتھ ڈھنڈورا پٹا "اے لوگو! آؤ ایک ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھ لو، جو فقط دنیا کی بے ثباتی اور خدا کے ڈر سے فنا کے گھاٹ اتر گیا" تجہیز وتکفین کے بعد پہلی شب میں ان کے ایک دوست نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ نہایت سبز رنگ کے قیمتی کپڑے پہنے ہوئے جنت کے باغوں میں ٹہل رہے ہیں۔ اپنے دوست کو دیکھتے ہی کہنے لگے۔ پروردگار نے مجھ پر رحم کیا، پوچھ گچھ کے بعد میرے سارے گناہ معاف ہو گئے اور عزت کے ساتھ جنت میں داخل کیا۔ اس کے ساتھ انہوں نے یہ بھی ہدایت کی کہ میری یہ ساری کیفیت

میری والدہ سے بھی جا کر بیان کر دینا۔ (المستطرف)

خوف خدا

ایک شخص اپنے گناہوں پر بہت زیادہ پشیمان تھا۔ موت کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹوں کو بلا کر وصیت کی کہ دم نکلتے ہی مجھے جلا دینا اور راکھ کر کے اس کے دو حصے کرنا، ایک حصے کو خشکی میں اڑا دینا اور ایک حصے کو سمندر میں بہا دینا اور وجہ بھی بیان کر دینا کہ اگر اس کے باوجود خداوند قدوس نے اپنی قدرت کاملہ سے مجھے زندہ کر لیا تو یقیناً مجھے وہ عذاب و سزا دے گا۔ بہر حال وہ شخص دنیا سے رخصت ہو گیا، تو اس کے بیٹوں نے بھی اس کی وصیت کی حرف بحرف تعمیل کی، مگر یہ سب کچھ ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ وہ اس کے جسم کے سارے ذروں کو لا کر جمع کر دے۔ اسی طرح خشکی کو بھی حکم دیا کہ اس کی راکھ کے تمام ذرات کو لا کر جمع کر دے۔ پھر اسے زندگی عطا کر کے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو اس نے صاف صاف کہہ دیا:۔

"اے پروردگار! تو تو دلوں کے حال سے واقف ہے۔ تجھے معلوم ہے کہ میں نے یہ سب کچھ فقط تیرے ڈر اور خوف سے کیا تھا" اس کے یہ کلمات سنتے ہی اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

(بخاری و مسلم)

عذاب سے بچانے والے

آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میت کو دفن کر کے واپس آتے ہو تو وہ تمہارے جوتوں کی آواز تک سنتی رہتی ہے۔ اس کے بعد اگر میت مومن کی ہوتی ہے تو نماز سر کے پاس سے روزہ داہنی طرف زکوٰۃ بائیں طرف اور نفلی کام (صدقہ

خیرات وغیرہ) پاؤں کی طرف آکر بیٹھ جاتے ہیں۔اب اگر عذاب سر کی طرف سے آتا ہے تو نماز حائل ہو جاتی ہے اور یہ کہہ دیتی ہے کہ میری طرف سے تجھے بازیابی نہیں ہو سکتی۔اگر داہنی طرف سے آتا ہے تو روزہ حائل ہو جاتا ہے۔اسی طرح زکوٰۃ بائیں جانب سے عذاب کو روک لیتی ہے۔پاؤں کی جانب سے امورِ خیر اور احسان وغیرہ اسے بچالیتے ہیں۔ (ترغیب)

جنتیوں میں میرا نام

حضرت ابوعبداللہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ میں شریک ہوا تھا۔پہلی ہی شب حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب میں نظر آ گئے۔
میں نے فوراً پوچھا'' کہیے! کیسی گذری؟''تو انہوں نے جواب دیا کہ صرف مجھے نہیں بلکہ ان تمام لوگوں کو بھی جو میری نماز جنازہ میں شریک ہوئے، اللہ تعالیٰ نے بخش دیا اور حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لکھا ہوا کاغذ اپنی جیب سے نکالا اور فرمایا کہ دیکھو اس میں سب آدمیوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔حضرت ابو عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے اس کاغذ پر سرسری نظر دوڑائی تو اس میں میرا نام کہیں نظر نہ آیا میرے سوال کرنے پر انہوں نے کہا کہ یہ ہو نہیں سکتا، ذرا پھر سے دیکھو! اب جو دیکھتا ہوں تو حاشیہ میں ایک جگہ پر میرا نام بھی لکھا ہوا تھا۔

انوکھا ناز

سلفی نے طبورات میں حضرت سہیل بن عمار سے نقل کیا ہے کہ میں نے

مشہور بزرگ یزید بن ہارون سے ان کی وفات کے چند روز بعد خواب میں دیکھ کر اس عالم کا حال پوچھا تو وہ کہنے لگے، سب سے پہلے تو میری قبر میں بہت ہی زیادہ کریہہ النظر اور بدلہجہ میرے پاس آئے اور پوچھنے لگے، تمہارا دین کیا ہے؟ تمہارا نبی و رسول کون ہے؟ تو میں نے اپنی سفید داڑھی پکڑ کر انہیں جواب دیا کہ بڑا تعجب ہے مجھ جیسے شخص سے بھی تم لوگ یہ باتیں پوچھنے آ گئے ہو، جاؤ جس نے تمہیں بھیجا ہے، اس سے جا کر کہہ دینا کہ اسی برس سے تو میں ان ہی سوالات کے جوابات دنیا والوں کو بتا تا چلا آیا ہوں، اب کیا خود میں ہی بھول جاؤں گا۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں فرشتے پھر کچھ نہ بولے۔ چپکے سے نکل کر روانہ ہو گئے۔

چشمِ پُرنم کی نم

حضرت احمد بن ابی الحواری فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ایک متوفیہ لونڈی کو بہت ہی خوبصورت اور نورانی شکل میں دیکھا تو اس سے اس کی وجہ دریافت کی۔ لونڈی کہنے لگی یہ تو سب آپ ہی کا طفیل ہے، آپ شاید بھول گئے کہ ایک رات آپ خدا کی بارگاہ میں بہت ہی رو رو کر دعائیں مانگ رہے تھے۔ ان ہی آنسوؤں کے چند قطرے میں نے اپنے چہرے پر مَل لئے تھے۔ (احیاء العلوم)

مگر تیری رحمت نے گوارہ نہ کیا

حضرت ابوایوب سختیانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دفعہ کسی فاسق و فاجر کے جنازہ کو آتا دیکھ کر تیز قدمی کے ساتھ اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ کہیں اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنی پڑ جائے۔ قصہ مختصر یہ کہ تجہیز و تکفین کے

بعد کچھ لوگوں نے اس کو خواب میں دیکھ کر کیفیت معلوم کی تو اس نے بے ساختہ جواب دیا کہ خدا نے مجھے فوراً بخش دیا مگر ابوایوب سے کہہ دینا کہ اگر رحمتِ الٰہی کے خزانے تمہارے قبضے میں دیئے جاتے تو تم انہیں ختم ہونے کے ڈر سے کبھی کھلنے ہی نہ دیتے۔

موت کے بعد مشکل کشائی

ابن ابی الدنیا نے عبداللہ بن نافع سے نقل کیا ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک آدمی کا انتقال ہوا اور وہیں وہ دفن بھی کیا گیا۔ اس کے چند ہی روز کے بعد ایک بزرگ نے اسے بہت ہی دردناک عذاب میں گرفتار دیکھا۔ اس کی اس تعذیب و تکلیف پر اس بزرگ کو بڑا افسوس ہوا مگر بچارے کر ہی کیا سکتے تھے۔ ایک ہفتہ کے بعد وہ پھر خواب میں دکھائی دیا، تو معلوم ہوا کہ اب وہ جنت میں موج کر رہا ہے۔ ان متضاد حالات کی ان بزرگ نے اس سے وجہ دریافت کی تو اس نے بتایا کہ اصل واقعہ تو وہی ہے جو تم پہلے دیکھ چکے ہو۔ مگر اتفاق سے دوسرے دن ایک مردِ صالح میرے قریب آکر دفن ہوگئے اور انہوں نے اپنے قرب و جوار کے چالیس آدمیوں کی بخشش کی دعا کی، جن میں ایک میرا نام بھی تھا۔ **(کتاب القبور)**

جنت میں لیجانے والے اعمال

؎ مغزِ قرآں جانِ ایماں روحِ دیں ہست حبِ رحمۃ للعالمیں

کلمہ توحید، فرض نماز ادا کرنا، سنتِ مؤکدہ پڑھنا، نماز تہجد پڑھنا، تحیۃ الوضو پڑھنا، نفل نمازوں کی کثرت، زکوٰۃ ادا کرنا، صدقہ دینا، روزہ رکھنا، حج و عمرہ کرنا، تعمیر مساجد، اذان دینا، باوضو رہنا، جہاد کرنا، شہادت پانا، سامانِ جہاد کی تیاری کرنا، سنت کی

پیروی کرنا، بدعات سے بچنا، علمِ دین حاصل کرنا، قرآن مجید کی تلاوت کرنا، اللہ تعالیٰ کا
ذکر کرنا، اہلِ ایمان کی مدینہ طیبہ میں حاضری، تحریر وتقریر سے دین کی خدمت کرنا، اعلاء
کلمۃ اللہ، بیمار پرسی، توکل، حیاء، صبر، تواضع وانکساری، خیر خواہی، مسلمانوں کی پردہ پوشی،
رضائے الٰہی پر راضی رہنا، امانت، دیانت، عدالت، سخاوت، رحم وشفقت، وعدہ پورا کرنا،
نظریں نیچی رکھنا، شرمگاہ کا غلط استعمال نہ کرنا، لوگوں کی خطائیں معاف کرنا، مہمان
نوازی، سلام ومصافحہ کرنا، صالحین واولیاء اللہ کی رفاقت وخدمت، سچ بولنا، لین دین میں
نرمی کرنا، حلال کمانا اور کھانا، اخلاق حسنہ اپنانا، پورا تولنا، ناجائز ملاوٹ نہ کرنا، ذخیرہ
اندوزی نہ کرنا، ناجائز منافع خوری سے پرہیز کرنا، والدین کی اطاعت کرنا، نکاح کرنا،
شوہر کی رضامندی حاصل کرنا، لڑکیوں کی پرورش کرنا، اولاد کی اسلامی نہج پر تربیّت کرنا،
یتیموں پر شفقت کرنا، رشتہ داروں کو ملانا، پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرنا، خدمتِ خلق،
حقوق اللہ وحقوق العباد کی حتی المقدور ادائیگی، اولیاء اللہ، پیرومرشد خصوصاً نبی کریم ﷺ
کی محبت، نعمتِ خداوندی کے ملنے پر شکر بجالانا، غرضیکہ مقامِ مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ اور نظام
مصطفیٰ ﷺ کا عملی نفاذ "انشاء اللہ العزیز" ضامنِ جنت ہوگا۔

باب

جہنم کے گڑھے

جہنم کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے کافروں، مشرکوں، منافقوں اور دوسرے مجرموں، گناہ گاروں کوعذاب اورسزادینے کے لئے آخرت میں جوایک نہایت خوفناک بھیانک مقام تیار کررکھاہے،اس کانام جہنم ہےاوراسی کودوزخ بھی کہتے ہیں۔

یہ مقام اس جبار وقہار کے جلال وقہر کا مظہر ہے۔اس میں گھپ اندھیری اور تیز کالی آگ ہے، جس میں روشنی کا نام نہیں۔کافراس میں ہمیشہ قیدرکھے جائیں گے۔اس کی آگ دم بدم بڑھتی رہے گی۔جہنم کی آگ اتنی تیز ہے کہ سوئی کے ناکے برابر کھول دیا جائےتوتمام زمین والے سب کے سب اس کی گرمی سے مرجائیں۔اگر جہنم کا کوئی داروغہ دنیامیں آجائےتواس کی ڈراؤنی صورت دیکھ کرتمام لوگوں کی جان نکل جائے۔ کوئی زندہ نہ بچے۔جہنمیوں کوطرح طرح کاعذاب دیا جائے گا۔بڑے بڑے سانپ بچھوکاٹیں گے، بھاری بھاری ہتھوڑوں سے سرکچلا جائے گا۔بھوک پیاس بہت لگے گی۔تیل کے تلچھٹ جیسا کھولتا پانی اور پیپ پینے کو، کانٹے دارزہریلا پھل کھانے کو ملے گا۔جب اس پھل کوکھائیں گےتویہ گلے میں رُک جائے گا۔اس کے اتارنے کو پانی مانگیں گےتووہی کھولتاہواپانی دیا جائے گا۔اس کے پینے سے آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑےہوکربہہ جائیں گے۔

کفار عذاب سے گدھے کی آواز کی طرح چلا کر روئیں گے۔ پہلے آنسو نکلیں گے۔ جب آنسو ختم جائیں گے تو خون روئیں گے۔ روتے روتے گالوں میں خندقوں کی طرح گڑھے پڑ جائیں گے۔ رونے کا خون اور پیپ اتنا ہوگا کہ اس میں کشتیاں ڈالی جائیں تو چلنے لگیں۔ جہنمیوں کی شکل ایسی بُری ہوگی کہ اگر کوئی جہنمی دنیا میں اس صورت میں لایا جائے تو تمام لوگ اس کی بدصورتی اور بدبو کی وجہ سے مر جائیں۔

جہنم کہاں ہے؟

ایک قول کے مطابق دوزخ ساتویں زمین کے نیچے ہے۔

(حاشیہ شرح عقائد)

جہنم کے طبقات سات ہیں

جہنم، لظی، حطمہ، سعیر، جحیم، سقر، ہاویہ

(تفسیر صاوی)

چند عبرت آموز واقعات

آنحضرت ﷺ اپنا خواب بیان فرماتے ہیں کہ دو شخص میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایسی جگہ لے گئے، جہاں دو آدمی پہلے سے موجود تھے۔ ان میں سے ایک آدمی تو بیٹھا ہوا تھا اور دوسرا کھڑا ہوا، کھڑا ہوا آدمی لوہے کے زنبور سے اس بیٹھے ہوئے آدمی کا جبڑا چیر رہا تھا۔ ایک طرف کا جبڑا چر جانے کے بعد جب تک دوسرا جبڑا چرے، پہلا جبڑا اپنی اصلی حالت پر آجاتا میں نے پوچھا'' کیا ماجرا ہے؟'' تو وہ دونوں آدمی جو مجھے لائے تھے۔ کہنے لگے'' ابھی اور آگے چلئے!'' تھوڑی دیر کے بعد

میں ایک ایسے شخص کے پاس پہنچا، جو لیٹا ہوتھا اور اس کا سر ایک آدمی بڑے پتھر سے کھڑا پھوڑ رہا تھا۔ ایک بار پتھر مارنے کے بعد جب تک وہ اسے دوبارہ اٹھا کر لاتا ہے، اس کا سر پھر ٹھیک ہو جاتا ہے۔ میں نے پوچھا "یہ کیا ہو رہا ہے؟" تو وہ دونوں بولے "ابھی اور آگے چلیئے!" تھوڑی دیر کے بعد ایسا غار دیکھنے میں آیا جو تنور کی طرح اوپر سے تنگ اور نیچے سے چوڑا تھا اور اس میں بہت تیز آگ جل رہی تھی۔ میں نے دیکھا اس میں بہت مرد اور عورتیں بالکل ننگی بند تھیں۔ اور جس وقت آگ کے شعلے اس سے اٹھتے تھے تو وہ سب بھی اُبال کی طرح اوپر تک آجاتے تھے، مگر جیسے ہی شعلہ دھیما پڑتا تو یہ بھی اس کی تہہ میں واپس ہو جاتے تھے۔ میں نے پوچھا "یہ کیا ہو رہا ہے؟" تو ان دونوں نے جواب دیا "ابھی اور آگے چلیئے!" اس کے بعد میں خون کی ایسی نہر پر پہنچا جس کے وسط میں ایک شخص پھنسا ہوا ہے۔ وہ جب بھی کنارے کی طرف آنا چاہتا ہے تو اسے ایک آدمی پتھر مار کر گرا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا "یہ کیا ہو رہا ہے؟" تو ان دونوں نے پھر یہی جواب دیا "ابھی اور آگے چلیئے" اخیر میں نے ان دونوں آدمیوں سے کہا "رات بھر تو اتنا چکر کٹوا چکے اب بتاؤ یہ سب کیا اسرار ہیں؟" تو انہوں نے جواب دیا کہ میں جبرائیل ہوں اور میرے ساتھ میکائیل ہیں۔ پہلا آدمی جس کے جبڑے چیرے جا رہے تھے، وہ ایک جھوٹا آدمی تھا، اب قیامت کے دن تک اس کے ساتھ یہی سلوک رہے گا اور جس کا سر پھوڑا جا رہا تھا وہ ایک عالم اور حافظ قرآن تھا، جس نے سب کچھ جانتے ہوئے خود کچھ عمل نہ کیا۔ اب قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا رہے گا۔ اسی طرح جو لوگ آگ کے تنور میں بند تھے، وہ زنا کار تھے اور جن کو خون کی نہر میں پتھر کھاتے دیکھا وہ سود خور تھے۔

ایک انڈا دو پتھر

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناقل ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ! جب سے آپ نے منکر نکیر کی آواز اور قبر میں دبانے کا ذکر کیا ہے۔ دل بڑا بے چین رہتا ہے اور ہر چیز سے اُچاٹ ہو گیا ہے" حضور اکرم ﷺ نے جواب دیا "اے عائشہ! منکر نکیر کی آواز مومنوں کے کانوں میں ایسا مزہ دے گی، جیسا آنکھوں میں سرمہ لگانے سے آتا ہے۔ اسی طرح مومن کی قبر کا دبانا بھی ایسا ہی ہوگا، جیسے کسی کے سر میں درد ہو اور اس کی شفقت والی ماں آہستہ آہستہ دبا رہی ہو" پھر فرمایا "اے عائشہ! اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک کرنے والوں کے لئے بڑی خرابی ہے اور وہ قبر میں ایسے دبائے جائیں گے، جیسے انڈا دو پتھروں کے درمیان میں رکھ کر دبا دیا جائے" (ابن عساکر)

غیر مانوس آوازیں

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناقل ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ غروبِ آفتاب کے قریب کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ اچانک کچھ غیر مانوس آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ان آوازوں کو سن کر حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ یہودیوں کی آوازیں ہیں اور ان پر اس وقت سخت عذابِ قبر ہو رہا ہے۔

(صحیحین)

ابو جہل کی پیاس

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ

میں میدانِ بدر کے قریب سے گذر رہا تھا۔ یکا یک ایک گڑھے سے ایک آدمی نکلا، جس کے گلے میں بھاری زنجیر پڑی ہوئی تھی اور وہ مجھ سے میرا نام لے کر پانی مانگنے لگا۔ اتنے میں ایک دوسرے گڑھے سے، دوسرا آدمی نکلا، جو چلّا چلّا کر یہ کہہ رہا تھا کہ اے عبداللہ! اسے پانی ہرگز نہ دینا، یہ کافر ہے اور یہ کہتے ہی کہتے اس نے اپنے کوڑے سے کافر کو مارنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ کافر پھر اپنے گڑھے میں جا کر گر گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ جب میں وہاں سے واپس آیا تو میں نے یہ سارا قصہ آنحضرت ﷺ سے عرض کیا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "وہ کافر اللہ کا دشمن، ابوجہل تھا، قیامت تک اس کو اس قسم کا عذاب دیا جاتا رہے گا"

(طبرانی ، عذاب القبور)

خوفناک عذاب

حافظ ابن قیم فرماتے ہیں، کہ ایک شخص لوہاری منڈی بغداد میں آیا اور تھوڑی سی پُرانی لوہے کی کیلیں بیچ گیا، ان کیلوں کے دوسرے بنے ہوئے تھے، اس لوہار نے جس نے ان کیلوں کو خریدا تھا، جب آگ میں تپا کر نرم کرنا چاہا تو باوجود بڑی سے بڑی ہتھوڑی استعمال کر ڈالنے کے سیدھا نہیں کر سکا، عاجز آ کر اس نے بیچنے والے کو ڈھونڈنا شروع کر دیا کہ آخر اتنے سخت لوہے کی کیلیں اسے کہاں سے دستیاب ہوئیں؟ تھوڑی دیر کے بعد ایک دکان پر وہ آدمی بیٹھا مل گیا اس سے پوچھا اس نے اصل حقیقت بتانے سے گریز کیا۔ اتنے میں کچھ اور لوگ بھی اسے گھیر کر کھڑے ہو گئے اس نے اپنے بھاگنے کی کوئی صورت نہ دیکھی تو کہنے لگا کہ میں ان کیلوں کو ایک قبر سے

نکال کر لایا ہوں یہ اس قبر کے مردے کی ہڈیوں سے جڑی ہوئی تھیں۔ اس کے ساتھ اس نے یہ بھی بتایا کہ میں خود بھی انہیں نکالنے سے عاجز آ گیا۔ آخر کار ایک پتھر سے اس کی ہڈیاں توڑ توڑ کر علیحدہ کر سکا۔

(کتاب الروح)

کالا سانپ

یزید بن زیاد اور عمارہ بن عمر سے منقول ہے کہ جب عبید اللہ بن زیاد مارا گیا اور سر کاٹ کر لایا گیا تو دیکھتے ہی دیکھتے ایک باریک سانپ کسی طرف سے آیا اور کئی مرتبہ ناک کے راستہ سے گھس کر منہ کے راستہ باہر جاتا رہا۔ اس کے بعد معلوم نہیں کدھر رینگ گیا؟ جو لوگ اس وقت وہاں موجود تھے۔ وہ اس واقعہ کو بڑی حیرت اور تعجب سے دیکھتے رہے۔ اس کے بعد سب نے سانپ کو تلاش کیا مگر اس کا کہیں پتہ نہ چلا۔

(ملخصًا ترمذی)

قبر کے اژدھے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ کافر کی قبر میں ننانوے اژدھے داخل کر دیئے جاتے ہیں، جو قیامت تک اسے ڈستے رہتے ہیں۔ یہ اژدھے اتنے زہریلے ہوتے ہیں کہ ایک اژدھا بھی زمین پر پھونک مارے تو پھر وہاں سبزی نہیں اُگ سکتی۔

گستاخی کا انجام

حضرت اعمش فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت علی بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر پر جا کر پاخانہ پھر جایا کرتا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد یہ شخص بالکل مجنون ہو گیا

اور کتوں کی طرح بھونکنے لگا اور بھونکتے ہی بھونکتے مر گیا۔ لوگوں کا بیان ہے کہ اس کی قبر سے اب بھی چیخنے اور غرانے کی آواز آیا کرتی ہے۔ (ابن عساکر)

شیخین کا گستاخ اور اس کا انجام

بعض سلف کا بیان ہے کہ میرا ایک ہمسایہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے بہت گالیاں دیں۔ میری اور اس کی ہاتھا پائی بھی ہوگئی۔ آخر میں گہرے رنج میں ڈوبا ہوا گھر پہنچا۔ میں نے رنج کے مارے کھانا بھی نہ کھایا اور سو گیا۔ رات کو خواب میں رحمتِ عالم ﷺ کو دیکھا۔ میں نے آپ سے شکایت کی کہ فلاں آپ کے صحابہ کرام کو گالیاں دیتا ہے۔ پوچھا ''کس کو؟'' میں نے عرض کی ''حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ''کو، آپ نے مجھے چھری دی کہ اس سے، اسے ذبح کردو۔ چنانچہ میں نے چھری لیکر اور اسے لٹا کر خواب ہی میں ذبح کردیا، میرا ہاتھ خون سے بھر گیا میں نے چھری زمین پر ڈال دی اور زمین سے ہاتھ پونچھنے لگا کہ آنکھ کھل گئی۔ سنا تو اس کے گھر سے رونے کی آواز آرہی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کیسی چیخ وپکار ہے؟ لوگ بولے فلاں شخص اچانک مر گیا صبح کو میں نے آکر دیکھا تو ذبح کا نشان موجود تھا۔

(کتاب البستان)

جہنم میں لیجانے والے اعمال

شرک، کفر، ناشکری، مامورات شرعیہ کا ترک، منہیات شرعیہ کا ارتکاب، نماز چھوڑ دینا، بغیر عذرِ شرعی جماعت چھوڑنا، استطاعت کے باوجود حج چھوڑنا، زکوٰۃ

ادا نہ کرنا، مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا، قرآن بھلا دینا، قرآن وحدیث کے مفہوم کو جان بوجھ کر بدل دینا، کوئی حدیث بنا کر رسول کریم ﷺ کی طرف منسوب کرنا، حدودِ الٰہیہ کو توڑنا یا ان میں کمی بیشی کرنا، باطل عقائد، شان رسالت ونبوت کی بے ادبی وگستاخی، اصحابِ رسول، اہل بیتِ اطہار، ازواجِ مطہرات اور اولیاء اللہ سے عداوت، فاسق وفاجر کی صحبت، یہود ونصاریٰ، ہنود اور دیگر غیر مسلموں کی وضع اختیار کرنا یا ان سے دوستی کرنا، مسلمان کا قتلِ ناحق، یتیم کا مال کھانا، جہاد سے بھاگنا، ماں باپ کی ایذا رسانی، حقوق العباد ادا نہ کرنا، رشتہ داریوں کو کاٹ دینا، پڑوسیوں کو ایذا پہنچانا، کسی جان پر ظلم کرنا، ذخیرہ اندوزی، کہنا کچھ اور کرنا کچھ، گالی گلوچ، داڑھی کٹانا (مُشت سے کم) عورتوں کی مردوں سے اور مردوں کی عورتوں سے مشابہت، ممنوع لباس پہننا، قبروں پر پیشاب پاخانہ کرنا، سونے چاندی کے برتن میں کھانا، کسی کا مذاق اڑانا بیویوں کے درمیان عدل نہ کرنا، شکار، کھیتی، مکان یا مویشیوں کی حفاظت کے علاوہ کسی اور غرض سے کتا پالنا، بے ضرورت بھیک مانگنا، مال کو ضائع کرنا، اسراف اور فضول خرچی، زنا کاری، لواطت، چوری، شراب، جوا، سود، جادو، زنا کی تہمت لگانا، جھوٹی گواہی، غیبت، امانت میں خیانت، ناپ تول میں کمی، رشوت، مال حرام، ریاکاری، تکبر، بُخل، حرص وطمع، حسد، بغض وکینہ، مکر ودھوکہ بازی، ٹی۔وی اور وی سی آر یا کسی اور ذریعہ سے بے حیائی پھیلانا، دین کا مذاق اڑانا، شعائر اللہ کی بے حرمتی کرنا۔



جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم

جہانیاں منڈی

- اللہ رب العزت اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی اشاعت کا مرکز
- اعلیٰحضرت فاضل بریلوی و محدث اعظم قدس سرھما العزیز اور اسلاف کرام کا فیضان
- جہانیاں منڈی میں اہلسنت و جماعت کا درسِ نظامی کا واحد ادارہ
- حفظ القرآن اور علوم دینیہ کی تعلیم کا بہترین انتظام
- عقائد و اعمال کی اصلاح پر خصوصی توجہ
- خوراک و رہائش کا عمدہ انتظام

آئیے! دین حق کی سربلندی کے لیے، عزم و ہمت کے اس سفر میں ہمارے شریکِ سفر بنیے۔

منجانب

اراکین جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم ہائی وے وڈ جہانیاں